Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۷۹

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

(یعنی)

رسالہ ریویو آف ریلیجنز

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

نمبر ۱۰ | صفر المظفر ۱۳۴۱ھ | مطابق اکتوبر ۱۹۲۲ء | جلد ۲۱

فہرست مضامین

شذرات ۳۷۹ } اکمل
الوہیت مسیح کی تردید انجیل سے ۳۹۰ } اکمل
قرآن مجید کے کامل اور الہامی ہونے کا ثبوت ۳۹۳ } اکمل
حضرت باوا نانک کا مذہب ۳۹۷ } اکمل
۱۳۴۰ھ بھی خالی گیا (مزعومہ مہدی ظاہر نہ ہوا) ۴۰۲ } اکمل
قرآن و حدیث سے پیشگوئیاں (زمانہ حال کی نسبت) ۴۰۵ } مولوی کرم داد صاحب دوالمیال
خداوند کا حلیہ بائبل میں ۴۰۸ منشی فضل حسین صاحب احمدی مہاجر
آریوں کے اعتراض کا جواب (خدا خود دلوں پر مہر لگا کر نبیوں کو کیوں بھیجتا ہے) ۴۱۰ } مولوی عبد الحی صاحب عتیق سکندرآباد دکن
صداقت مسیح موعودؑ از روئے احادیث ۴۱۵ } مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری
حدیث القرطاس سے شیعہ صاحبان کا استدلال بے بنیاد ۴۲۲ } خواجہ جلال الدین صاحب شمس (مولوی فاضل)

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خطاب اپنی قوم سے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی توسیع اشاعت کے لئے فرماتے ہیں: "اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت سے بند ہو گیا۔ تو یہ واقعی اس سلسلہ کے لئے ایک ماتم ہوگا۔ اسلئے میں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردوں کو اس وقت توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کی اعانت و مالی امداد میں جہانتک ان سے ممکن ہے اپنی ہمت دکھلادیں۔" پھر فرماتے ہیں:- "اگر اس رسالہ کی اعانت کے لئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اُردو یا انگریزی کا پیدا ہو جائے۔ تو یہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلیگا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنیوالے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہکر اس بارہ میں کوشش کریں۔ تو اسقدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے"

احمدیہ جماعت کے لئے ان الفاظ سے بڑھکر زیادہ مؤثر اور کونسے الفاظ ہونگے۔ مگر جائے افسوس ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو کئی سال پہلے جبکہ جماعت کی حالت آج سے کہیں زیادہ کمزور تھی دس ہزار خریدار اس رسالہ کے لئے چاہتے تھے۔ مگر دس ہزار تو کیا دو ہزار خریدار بھی ابھی تک جماعت نے نہیں پیدا کئے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ کی پرواہ نہیں ہورہی۔ تو میری اپیل کیا اثر کریگی۔ امیر، پریزیڈنٹ اور سکرٹری صاحبان ایسے ارشادات کی تعمیل کے زیادہ ذمہ دار ہیں۔ ریویو اُردو کی قیمت تین روپے۔ طالب علم دو روپے آٹھ آنہ ٭

ماسوا اسکے ‐ تشحیذ الاذہان اچھا بھلا چلتا ہوا رسالہ محض اس لئے بند کر دیا گیا ہے کہ ریویو آف ریلیجنز کی طرف جماعت احمدیہ کی پوری پوری توجہ ہو سکے۔ مضامین کی تعریف کے خطوط تو ہر مہینے آجاتے ہیں مگر افسوس ہے کہ خریداروں میں کوئی نمایاں زیادتی نہیں ہوتی۔ بلکہ نادہندگی کا یہ عالم ہے۔ کہ اگر وی۔پی واپس کرنے والوں کے نام سے رسالہ بند کر دیا جائے۔ تو رسالہ کی اشاعت صرف چند نسخے ہی رہ جائے ٭

میں احمدیہ جماعت کو پورے زور سے ان کے فرض کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ رسالہ کی توسیع اشاعت میں کوشش کریں۔ اور فی الحال بجائے دس ہزار کے دو ہزار تو اشاعت کر دیں۔ چار آنے ماہوار کوئی بڑی بات نہیں۔ والسلام

مینجر ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

شذرات

(۱)

ہر سُورۃ سے پہلے بسم اللہ کیوں ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح (الثانی) نے نہایت لطیف نکتہ اپنے درس القرآن میں بیان فرمایا۔ ہر سُورۃ سے پہلے بسم اللہ۔ اہل کتاب کو حضرت موسیٰ کی پیشگوئی یاد دلاتی ہے جسمیں آنیوالے عہد کے نبی کا یہ نشان خاص طور پر بیان کیا گیا ہے کہ وہ جو بات کہیگا میرے نام سے کہیگا۔ چنانچہ استثناء باب ۱۸ آیت ۱۸ یُوں ہے:-

"میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا۔ اور اپنا کلام اس کے مُنہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا۔ وہ سب ان سے کہیگا۔ اور ایسا ہو گا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کے کہیگا نہ سُنیگا۔ تو میں اس کا حساب اس سے لُونگا"

ہر سورۃ سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا التزام ثابت کرتا ہے۔ کہ وہ نبی یہی ہے۔ جو بنی اسمٰعیل میں سے صاحب شریعت موسیٰ کا مثیل پیدا ہونے والا تھا۔ اور یہی وہ کلام ہے۔ جس کی نسبت موسیٰ کی زبان پر اعلان کیا گیا۔ کہ جو کوئی ان باتوں کو جو خدا کا نام لیکر سُنائی جائینگی نہ سُنیگا (نہ مانیگا) اس کا محاسبہ ہو گا یعنی سزا دی جائیگی۔

(۲)

عیسائی قرآن مجید میں کلمہ اور رُوح منہ کا لفظ دیکھ کر پھُولے نہیں سماتے۔ اور نادانی سے اسے الوہیت مسیح کی دلیل گردانتے ہیں۔ اس کے جواب متعدد طور پر ہماری طرف سے دئے جا چکے ہیں لیکن آج ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جس آیت میں یہ کلمہ اور رُوح کا ذکر ہے۔ اس کا سیاق و سباق بھی تو دیکھو کیا ہے۔ آیت یُوں ہے:- یا اھل الکتٰب لا تغلوا فی دینکم و لا تقولوا علی اللہ الا الحق انما المسیح عیسی بن مریم رسول اللہ و کلمتہ القٰھا الی مریم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وروح منه فامنوا بالله ورسله ولا تقولوا ثلثة انتهوا خيرًا لكم انما الله اله واحد سبحٰنه ان يكون له ولد له ما فى السموات وما فى الارض وكفى بالله وكيلًا ٥ (النساء رکوع ۲۶)

یہاں اہل کتاب کو ارشاد ہوتا ہے دین میں غلو نہ کرو۔ اور خدا پر افترا نہ کرو۔ جو تعلیم اس نے بھیجی ہے۔ اسی کی اشاعت کرو۔ ان الفاظ کے بعد مسیح بن مریم کی اصل پوزیشن بتاتا ہے۔ اب صاف ظاہر ہے کہ اسکے بعد کوئی ایسی بات نہ ہوگی۔ جو دین میں غلو کا موجب ہو۔ اب اگر کلمہ اور رُوح سے مسیح خدا بنتا تھا یا خدا کا بیٹا اور تیسرا اقنوم تو پھر "غلو نہ کرو" کے کیا معنے؟ یہی تو غلو تھا۔ جس کی قرآن مجید میں کئی جگہ تردید ہے۔ انّما لاکر بتلا دیا کہ مسیح تو صرف رسُول ہے۔ کلمہ اور رُوح کا لفظ اسکی پوزیشن کچھ بڑھاتا نہیں۔ بلکہ یہ الفاظ تو دفع الزام کے لیے ہیں۔ ہر چند لا تغلوا فی دینکم ہی کافی تھا۔ مگر اٰمنوا باللہ ورسلہ لاکر پہلے تو یہ بتایا کہ باوجود کلمہ اور روح منہ ہونے کے مسیح رسول ہی ہے۔ نہ اس سے بڑھ کر۔ پھر لا تقولوا ثلثۃ لاکر اور بھی تاکید کی۔ کہ کلمہ اور روح سے مسیح تین میں سے تیسرا نہیں بن جاتا۔ انتھوا خیرا لکم سے اور بھی متنبہ کیا۔ سبحٰنہ ان یکون لہ ولد سے اچھی طرح سمجھایا کہ کلمۃ اللہ اور رُوح کہلانے سے کوئی ولد اللہ نہیں بنجاتا۔ پس اسی آیت میں عیسائیوں کے غالیانہ عقیدہ کی تردید ہے ٭

(۴۲)

بائیبل کہاں تک تحریف و الحاق سے محفوظ ہے۔ اس کے لئے خود بائیبل کی اندرونی شہادت ہی کافی ہو ملاحظہ ہو استثناء باب ۳۴ آیت ۵ - ۶

"سو خداوند کا بندہ موسیٰ خداوند کے حکم کے موافق موآب کی سرزمین میں مر گیا اور اس نے اسے موآب کی ایک وادی میں بیت فغور کے مقابل گاڑا۔ پر آج کے دن تک کوئی اسکی قبر کو نہیں جانتا۔ اور موسیٰ اپنے مرنے کے وقت ایک سو بیس برس کا تھا"

اب کیا اس امر کا شبہ بھی رہ سکتا ہے کہ موجودہ تورات وہی تورات ہے۔ جو موسیٰ پر نازل ہوئی تھی؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ موسیٰ پر جو الہام نازل ہوا۔ اسمیں یہ ذکر نہیں آسکتا کہ وہ مر گیا۔ اور آج کے دن تک کوئی اس کی قبر تک بھی نہیں جانتا ٭

دوسری مثال۔ یشوع کی کتاب ہے اسمیں یہ عبارت ہے:۔

ل۔ "اور یشوع نے عی کو جلا کر ہمیشہ کے لئے راکھ کا تودہ کر دیا۔ سو وہ آج کے دن تک خراب ہے۔" (باب ۸ آیت ۲۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ب۔ "اور اسرائیل یشوع کی زندگی کے سب دن اور ان بزرگوں کے سب دنوں میں جو یشوع کے بعد زندہ رہے۔ اور خداوند کے سارے کاموں کو جو اس نے بنی اسرائیل کے کئے جانتے تھے۔ خداوند کی بندگی کرتے رہے۔" (باب ۲۴۔ آیت ۳۰۔ ۳۱)

ان ہر دو حوالوں میں "آج کے دن تک" اور "یشوع کے بعد زندہ رہے" کے الفاظ بتا رہے ہیں۔ ۔۔ ۔۔۔
۔۔۔ ۔۔ ۔۔ کہ یشوع کی کتاب اس الہام کا مجموعہ نہیں۔ جو خود اسپر نازل ہوا۔

۳ تیسری مثال :۔ اور بھی مضحکہ خیز ہے۔ ملاحظہ فرمائیے :۔

"اور سموائیل مرگیا۔ اور سارے اسرائیل جمع ہوکے اسپر روئے۔ اور رامہ میں اس کے گھر کے بیچ اسے گاڑا۔ اور داؤد اُٹھ کے دشت فاران کی طرف اُترا۔" (۱ سموائیل باب ۲۵۔ آیت ۱۔۲)

کتاب سموئیل کی طرف منسوب یعنی اسپر الہام کا نزول۔ اور لکھا یہ ہے کہ سموئیل مرگیا۔ اور سارے اسرائیل اسپر روئے۔ شاید بائبل کے نبیوں پر مرنے کے بعد الہام نازل ہوا کرتا تھا۔

(۴)

پیدائش باب ۶۔ آیت ۱۹۔ ۲۰ میں ہے :۔

"اور سب جانوروں میں سے ہر جنس کے دو دو اپنے ساتھ کشتی میں لے کہ وہ بچ رہیں چاہیئے کہ وہ نر اور مادہ ہوں۔ اور پرندوں میں سے ہر ایک جنس کے۔ اور چرندوں میں سے ہر ایک جنس کے اور زمین کے سارے رینگنے والوں میں سے ہر ایک جنس کے دو دو۔ ان سب میں سے تیرے پاس اپنی اپنی جان بچانے آئیں۔"

اس سے ظاہر ہے کہ سب جانوروں میں سے دو دو اپنے ساتھ کشتی میں لینے کا حضرت نوحؑ کو حکم ہوتا ہے۔ مگر پیدائش باب ۷ آیت ۲۔۳ میں یوں ہے :۔

"سب پاک جانداروں میں سے سات سات نر اور ان کی مادہ اور ان میں سے جو پاک نہیں ہیں دو دو نر اور ان کی مادہ اپنے پاس لے۔ اور آسمان کے پرندوں میں سے بھی جو پاک ہیں سات سات نر اور مادہ۔ تاکہ تمام زمین پر ان کی نسل باقی رہے۔"

لیجئے۔ یہاں وہ پہلا حکم بدل گیا۔ کیا ایسے ایسے اختلافوں کو دیکھ کر کوئی مان سکتا ہے کہ یہ الہام خداوندی ہے؟

(۵)

گئو رکھشا اور آریہ سماج

"آریہ مسافر دہلی لکھتا ہے۔ حال ہی میں بمبئی میں دو جلسے ہوئے۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گئو رکھشا کے لئے غیر معمولی جوش ہے ...... ان جلسوں میں رنج کیا گیا کہ ہندوستان کے لئے ہی نہیں تمام جہان کے لئے گئو رکھشا مفید ہے۔ لیکچراروں نے جتایا کہ ویشنوں کو اس کام میں جان تک قربان کر دینی چاہیئے۔ یہ ہندوؤں کے لئے زندگی اور موت کا سوال ہے"۔

ایک طرف ہم ان الفاظ متذکرہ بالا کو پڑھتے ہیں۔ تو یہ معلوم کرتے ہیں کہ گئو پر ہندو جان دینے کو تیار ہیں گویا یہ انسان کی جان سے بھی زیادہ قیمتی چیز ہے۔ اور دوسری طرف ہم ان حوالوں کو دیکھتے ہیں جو معزز ہم عصر نُور نے چھاپے ہیں جنہیں زمانہ گذشتہ کے ہندوؤں کے طرز عمل پر روشنی پڑتی ہے۔ تو ہماری حیرت کی کچھ انتہا نہیں رہتی۔

پہلا حوالہ:۔ اے اندر جو کہ تیز رفتار اور طاقتور اور سب کا سوامی ہے۔ اس ورترا پر اپنا بجر چلا۔ اور اسکو جدا جدا کر۔ جیسے قصائی گائے کو کاٹتا ہے تاکہ مینہ برسے اور پانی زمین پر بہے (رگوید) اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں گئو ہتیا عام طور پر ہوتی تھی۔ اور ناجائز بھی نہیں سمجھی جاتی تھی ورنہ دیوتا کے بجر جیسی مقدس چیز کو اس سے تشبیہ نہ دی جاتی۔

دوسرا حوالہ:۔ اگر برہمن کھشتری یا راجہ مہمان آ جائے۔ تو گھر والا اس کے لئے بڑے بیل اور بڑے بکرے کا مانس پکائے (وشسٹ سمرتی مترجمہ پنڈت بھیم سین منہ ۱۳)

تیسرا حوالہ:۔ گائے کا گوشت دینے سے ایک برس تک وفات شدہ بزرگ خوش رہتے ہیں (ترجمہ جولسن جلد ۱۶۹ صفحہ وشنو سنتھا ادھیائے ۸۰)

چوتھا حوالہ:۔ رنتی دیو راجہ روز دو ہزار گائے ذبح کیا کرتا تھا۔ اور رشی منی اس کے ہاں بھوجن کھایا کرتے تھے۔ اور یہ راجہ مرنے کے بعد سورگ میں گیا۔ (مہابھارت ادھیائے ۲۰۷)

پانچواں حوالہ:۔ اس جانور کا گوشت نہ صرف ایک قیمتی خوراک گنی جاتی تھی۔ جبکہ باوقار مہمانوں کی عزت میں قدیم یہودیوں کی طرح نہ صرف فیاضانہ مہمان نوازی کا یہ رواج تھا۔ بلکہ پارسا ہندو اس لوک سے پر لوک سفر کے واسطے گئو مانس کو بطور توشہ کے ایک اہم ضرورت خیال کرتے تھے۔ (کتاب انڈو آرین ڈاکٹر راجندر لال مہتہ)

چھٹا حوالہ:۔ اکثر اقسام کے گوشت کھانے کی برہمنوں کو اجازت دی گئی ہے۔ خصوصاً بیل کے گوشت کی بڑے بڑے تہواروں میں تاکید کی گئی۔ (تاریخ ہندوستان)

ساتواں حوالہ:۔ وید کے زمانے میں دھرماتما گائے کا گوشت کھانے میں کسی قسم کی کراہت یا قید کو پسند نہیں کرتے تھے۔ (قدیم ہندوستان مصنفہ مسٹر آر سی دت سی آئی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۶)

دجّال کی حقیقت

عن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من سمع بالدجّال فلینأ منہ فواللہ انّ الرجل لیاتیہ وھو یحسب انہ مؤمن فیتبعہ ممّا یبعث بہ من الشبہات (رواہ ابو داؤد)

(ترجمہ) عمران بن حصین سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو دجّال کی خبر سُنے تو اس سے دُور ہی رہے۔ بخدا حال یہ ہے کہ آدمی اس کے پاس آئیگا۔ اور وہ گمان کرتا ہو گا کہ میں مؤمن ہوں۔ مگر دجّال کے شبہات ڈالنے کی وجہ سے اس کا پیرو بن جائیگا۔

حدیث مذکورہ بالا سے ظاہر ہے کہ دجّال کی جو حقیقت ہمارے غیر احمدی علماء سمجھے۔ وہ نہیں اس کا کام تو دین میں شبہات اور وسوسے ڈالنا ہے۔ جن سے لوگ دین اسلام سے برگشتہ ہو ہو جائینگے۔ اگر وہ ایک ہی وجود ہو۔ اور مزعومہ گدھے پر سوار تو شبہات ڈالنے کے کیا معنے؟ صاف ظاہر ہے کہ دجّال کی وحدت بلحاظ نوع ہے۔ اور اس کے متفرق افراد کا پیشہ یہی ہو گا کہ لوگوں کو دین حق پر اعتراض کر کرکے شبہات ڈالتے پھریں۔ اور جاننے والے جانتے ہیں۔ اور دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں کہ وہ کون لوگ ہیں۔ اس سے یہ بھی واضح ہو گیا۔ کہ دجّال کا قتل آنیوالے مسیح کے ہاتھ پر کیونکر ہو گا۔ شبہات کا علاج تو قوی دلائل دینا ہی ہے۔ اور یہ علم کلام صرف سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر سے مختص ہے۔

(۷)

قرآن مجید کی ایک ہی آیت تمام عیسائیت کے ردّ کے لئے کافی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:۔ وقالوا اتخذ اللہ ولداً سبحٰنہ بل لہ ما فی السموات والارض کل لہ قانتون بدیع السموات والارض واذا قضٰی امراً فانما یقول لہ کن فیکون (بقرہ رکوع ۱۴) اتخاذ ولد کی تردید میں پہلی دلیل یہ فرمائی۔ کہ کبھی چیز کا کبھی سے نکلنا اسی صورت میں ہوتا ہے کہ خود اس نے فنا ہو جانا ہو۔ مثلاً انسان کی اولاد ہوتی ہے۔ آسمان یا پہاڑوں کی نہیں ہوتی۔ پس خدا کے ولد کے یہ معنے ہونگے کہ خود خدا فانی ہے۔ دوم لڑکا عورت کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ اسی لئے فرمایا۔ ولم تکن لہ صاحبۃ۔

دوسری دلیل یہ دی۔ کہ لہٗ ما فی السموات والارض۔ اگر کہا جائے کہ یہ بیٹا اعوان و انصار کے معنوں میں ہے۔ تو یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے۔ یہ تو سب اسی کا ہے پس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور کیا چیز ہے۔ جس کو قبضہ و تصرف میں لانا مقصود تھا۔ اور اس کے لئے اپنا کوئی ناصر و مددگار بنایا ٭

تیسری دلیل یہ دی کہ کل لہ قانتون۔ یعنی اس کی مملکت میں کوئی خرابی نہیں۔ نہ بغاوت کا خوف ہے، کہ اسے اپنے سوا کسی اور کی ضرورت ہے۔

چوتھی دلیل۔ یہ کہا جا سکتا تھا کہ اب تو نہیں ابتدا میں ضرورت واقع ہوئی تھی۔ فرمایا۔ بدیع السمٰوات والارض نیستی سے ہستی میں لانے والا وہی ہے۔ اسے کسی مددگار کی ضرورت نہیں ٭

پانچویں دلیل:۔ اچھا پیدا تو کر لیا۔ اب فنا کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک چیز بنالی جائے۔ مگر ممکن ہے وہ بن کر اتنی زور آور ہو جائے کہ فنا نہ ہو سکے تو اس کے لئے۔ فرمایا کہ خدا تعالیٰ وہ قادر و مقتدر ہستی ہے کہ جس چیز کو پوری حد تک پہنچاوے اور فنا کرنا چاہے تو کلمہ کُن سے ہو جائیگی ٭

غرض دنیا میں پانچ وجوہات اتخاذ ولد کی ہو سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو انہیں سے کوئی بھی نہیں ٭

(۸)

عیسائیوں نے طالوت کے نام پر اعتراض کیا ہے۔ جس کا ذکر سورہ بقرہ رکوع ۳۲/۳۳ میں ہے۔ اور پوچھتے ہیں طالوت کون تھا۔ بعض مفسرین نے سموئیل نبی اور ساؤل کا ذکر کیا ہے۔ کیونکہ ساؤل لمبا اور قد آور تھا اِسلئے اسے طالوت کہا گیا۔ مگر عیسائی کہتے ہیں کہ نہر کے پانی والا واقعہ اس کے ساتھ واقع نہیں ہوا۔ ہمارے حضرت خلیفۃ المسیح (الثانی) فرماتے ہیں کہ یہ جدعون کا ذکر ہے (دیکھو قاضیوں باب ۷) یہ حضرت موسیٰ سے دو سو سال بعد ہوا۔ طالوت کے معنے ہیں۔ دوسرے کو نیچے گرا کر اُوپر ہونیوالا اور عبرانی میں جدعون کے معنے بھی یہی ہیں۔ پس مفہوم دونو کا ایک ہی ہے۔ اور جالوت کے معنے اِدھر اُدھر لوٹ مار کرنیوالی قومیں۔

جدعون پہلا شخص ہے۔ جس نے سب قبیلوں کو جمع کر کے ایک قوم بنایا۔ داؤد اس سلسلہ کی آخری کڑی ہے۔ بلکہ بائبل کا والا تسلیم کرتا ہے کہ داؤد کے مقابلہ میں جو جالوت تھا وہ کئی آدمی تھے ایک نہ تھا۔ آپ کے وقت میں سب ایک بادشاہت کے ماتحت ہو گئے۔ اِسلئے داؤد کا ذکر جالوت (لوٹ مار کرنیوالی قومیں) کے ساتھ کر دیا۔ یہ مسلم ہے کہ داؤد۔ طالوت (جدعون) کے بہت عرصہ بعد ہوا ٭

(۹)

والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئًا وھم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون (النحل رکوع ۲) میں بتایا گیا ہے کہ تمام معبودان باطلہ مُردہ ہیں زندہ نہیں۔ چونکہ مسیح بھی ایک قوم کے معبود ہیں۔ اسلئے ان کی موت بھی ثابت ہو گئی۔ اسپر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تین شبہات وارد ہوتے ہیں۔ اوّل تو یہ کہ اموات جمع میّت اور میّت کے معنے محل موت۔ وقوع موت ضروری نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مایشعرون ایان یبعثون سے ظاہر ہے کہ وہ اصحاب القبور ہیں۔ اُن کا حال پر آتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسوقت نہیں جانتے (کوئی حالت منتظرہ ان کے لیے سوا دوبارہ زندہ ہونیکے باقی نہیں یعنی مر چکے ہیں) کب اُٹھائے جائینگے ؎

دوم یہ کہ فرشتوں کی پُوجا کی جاتی ہے۔ اور وہ مُردہ نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ فرشتوں کی پرستش کی ہی نہیں جاتی۔ آیت ملاحظہ ہو۔ ویوم یحشرھم جمیعًا ثم یقول للملٰئکة اھؤلاء ایاکم یعبدون قالوا سبحٰنک انت ولیّنا من دونھم بل کانوا یعبدون الجنّ اکثرھم بھم مؤمنون۔ جس دن اللہ ان سب کو قبروں سے اُٹھائے گا۔ پھر فرشتوں سے کہیگا کہ یہی ہیں جو تمہاری عبادت کرتے تھے۔ وہ کہینگے تو پاک ہے۔ تو ہمارا کارساز۔ یہ ہماری پرستش نہ کرتے تھے۔ بلکہ جنّوں کی پُوجا پاٹ کرتے رہے۔

تیسرا سوال:۔ یہ کیا جاتا ہے کہ رُوح القدس کی پرستش عیسائی کرتے ہیں۔ اس کے جواب میں یاد رہے کہ عیسائی جبرئیل کو رُوح القدس نہیں کہتے۔ وہ تو ایک اقنوم سمجھتے ہیں۔ پس وہ کوئی مخلوق وجود نہیں

(۱۰)

آجکل مسلمانوں میں لین دین کے بہت جھگڑے رہتے ہیں۔ وجہ یہ کہ احکام قرآنی کی تعمیل نہیں کی جاتی۔ قرضہ کے معاملہ میں دس باتوں کا حکم ہے۔

(۱) قرضہ مُدّت مقررہ کے ادا کرنے کے وعدہ پر ہو (۲) جو قرضہ ہو۔ اس کے متعلق معاہدہ لکھ لو (۳) یہ معاہدہ تیسرا شخص لکھے اور عدل سے لکھے (۴) لکھنے والا کتابت سے انکار نہ کرے۔ جو کچھ اللہ نے سکھایا ہے۔ اسکے مطابق لکھ دے (۵) جس کے ذمے حق ہو۔ جس نے کچھ لیا ہو وہ لکھائے (۶) اگر گُونگا یا کم عقل ہو۔ تو اس کا ولی لکھائے (۷) دو گواہ اپنے آدمیوں میں سے بنواؤ (۸) دو مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں (۹) گواہوں میں قابلیّت شہادت ہو۔

اگر ان سب باتوں کا خیال رکھا جائے۔ تو جھگڑے بہت ہی کم ہوں ؎

(۱۱)

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ وَشُرَكَاؤُكُمْ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاؤُهُمْ مَا كُنْتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ فَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِينَ۔ (سورہ یونس رکوع ۳) جس دن ہم ان سب کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرنے کے بعد اُٹھائینگے۔ پھر جن لوگوں نے شرک کیا ہے۔ ان سے کہینگے کہ تم اور تمہارے بنائے ہوئے شریک اپنی جگہ پر کھڑے رہو۔ پھر ہم ان کے درمیان پھوٹ ڈال دینگے۔ اور ان کے شریک کہینگے۔ تم ہرگز ہماری پرستش نہ کرتے تھے۔ اللہ ہمارے تمہارے درمیان گواہ بس ہے۔ بیشک ہم تمہاری پرستش سے غافل تھے ⁂

اِس آیت سے صریحاً ثابت ہے کہ ہر ایک معبود باطل اللہ کو اپنا گواہ ٹھہراتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم تمہاری عبادت سے بے خبر ہیں۔ مگر حضرت عیسیٰ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ میں لوگوں کی عبادت سے بے خبر ہوں۔ جبکہ وہ دوبارہ چالیس سال آکر زمین پر رہینگے۔ اور اسی شرک کا قلع قمع کرینگے ⁂

یہ وفاتِ مسیح پر ایسی بیّن دلیل ہے کہ اس کا کچھ جواب قائلین حیات کے پاس نہیں ⁂

(۱۲)

آجکل سُود کا لین دین عام ہے۔ سُود خوار مسلمانوں میں کم ہیں۔ تو سُود دینے والوں کی کمی نہیں حالات کی مجبوری نے نوبت یہاں تک پہنچادی ہے کہ اب اس گناہ کبیرہ کو گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ ایسے ایسے نونہال بھی پیدا ہو گئے ہیں۔ جو دین کے علم سے بے بہرہ ہوتے ہوئے اپنے آپ کو مفتی دین متین کی پوزیشن میں لیجاتے ہیں۔ اور کفّار کے ہمزبان ہو کر سناتے ہیں۔ انما البیع مثل الربوا۔ لیکن ہم انہیں بتلاتے ہیں واحل اللّٰہ البیع وحرم الرّبوا۔ ایسے لوگوں کو یہ دھوکا لگا ہے کہ وہ بیع اور سُود کو ایک ہی سمجھتے ہیں۔ یعنی جیسے کوئی چیز ایک سَو روپیہ کی ڈیڑھ سو پر بیچ دی۔ اسی طرح یہ معاملہ ہے کہ کسی کو سو روپیہ دیا اور ڈیڑھ سو لے لیا۔ لیکن ان دونو صورتوں میں بہت باریک لیکن نہایت بیّن فرق موجود ہے ⁂

جو چیز آپ خریدتے ہیں۔ راُس المال کے ساتھ نفع ملا کر۔ اسکی انتہا آپ کو معلوم ہے۔ اور آپ اپنی حالت کا خوب اندازہ لگا سکتے ہیں کہ میں اسکو خرید سکتا ہوں۔ لیکن سُود میں گو راُس المال معلوم ہے لیکن سود کی انتہا معلوم نہیں وہ تو بڑھتا ہی جائیگا۔ حتیٰ کہ راُس المال سے بھی دُگنا چوگنا ہو سکتا ہے۔ اور انسانی حالات کا کچھ اعتبار نہیں۔ اس لئے سود پر روپیہ لیتے وقت انسان صرف راس المال اور اپنی حیثیت دیکھیگا اور یہ نہیں خیال کر سکیگا کہ یہ بڑھ چڑھ کر کتنا بن جائیگا۔ اور میں ادا نہیں کر سکونگا۔ پس بیع اور ربوا یکساں نہیں بعض مسلمانوں نے لا تاکلوا الربوا اضعافاً مضعفۃ سے استدلال کرنا چاہا ہے کہ سُود در سُود ناجائز ہے۔ باقی ۵-۱۰ فیصدی جائز ہے۔ یہ محض تحکم و الحاد فی احکام اللّٰہ ہے۔ قرآن مجید میں صریح موجود ہے۔ وان تبتم فلکم رؤس اموالکم لا تظلمون

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ولا تظلمون۔ کہ سُود سے توبہ کے یہ معنے ہیں۔ کہ صرف راس المال یعنی اصل زر واپس لو۔ ایک پیسہ بھی بڑھیگا تو وہ ظلم ہو جائیگا ؛

(۱۳)

ایمان کے پانچ درجے ہیں۔ ہر مؤمن کو یہ حاصل کرنے چاہئیں :۔

الصابر :۔ یعنی ایمان لانے پر جو تکلیفیں شیطان کی طرف سے پہنچیں۔ ان میں ثابت قدم رہے۔ اور جو باتیں شریعت کی ماتحت چھوڑنی پڑیں۔ ان کے چھوڑنے میں پس وپیش نہ کرے ؛

الصادق :۔ یعنی ایمان کے مطابق اس کا عمل بھی ہے۔ دوم یہ کہ جب مؤمن پر لوگ ظلم کرتے تھے۔ تو وہ کہتا تھا کہ یہ ٹھیک نہیں۔ تو جس وقت اسے حکومت وطاقت ملی۔ تو وہ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا۔ بلکہ جو کچھ اپنی مظلومیت کی حالت میں کہتا تھا۔ وہ سچ کر دکھاتا ہے ؛

القانت :۔ جب حکومت اور غلبہ ملے۔ اور مُصیبت دُور ہو جائے تو بندوں کے ساتھ بھی معاملہ اچھا رکھتا ہے۔ اور خدا کے ساتھ بھی تعلق مضبوط ہوتا ہے ؛

المنفق :۔ اپنی تمام طاقتوں کو لوگوں کی اصلاح حال اور آرام پہنچانے میں خرچ کرتا ہے ؛

المستغفر :۔ سب کچھ کر کے جب لوگوں سے فارغ ہوتا ہے تو وہ خدا کے حضور استغفار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تعلقات بہت وسیع ہو گئے ہیں۔ اے خدا اپنی رحمت سے میری غلطیاں معاف فرما اور کمزوریوں کی حفاظت کا سامان بنا ؛

(۱۴)

آریہ سماج سے ہمارا ایک ہی سوال ہے۔ آریہ مسافر ہی اس گورکھ دھندے سے نکلکر دکھائے۔ ابتداء عالم میں وید جو چار رشیوں پر بقول آپ کے نازل ہوئے۔ تو یہ کرموں کا پھل تھا یا انعام الٰہی۔ اگر کرموں کا پھل ہے تو چار کی تعیین کی وجہ کیا ہے۔ اگر دس آدمی ایسے ہوں۔ جن کے اعمال اس قابل ہوں کہ وہ حامل وید بنیں۔ تو کیا دس وید ہو جائینگے۔ اور اگر یہ کرموں کا پھل نہیں۔ تو تناسخ باطل ہُوا۔ جونسی شق پسند ہو لے لیجئے۔ ایک نہ ایک بنیادی اصل آپ کے مذہب کا باطل ہوا ؛

(۱۵)

الحیّ القیوم :۔ یہ دو الفاظ الوہیّت مسیح و کفارہ مسیح کے ابطال کے لئے کافی ہیں۔ الحیّ بتایا کہ وہ کامل زندہ ہے۔ اسپر موت آ ہی نہیں سکتی۔ لیکن مسیح پر بقول عیسائیاں موت آئی۔ اسی طرح .. .. کفارہ ثابت ہی نہیں ہو سکتا۔ جب تک یہ تسلیم نہ کیا جائے کہ مسیح نے موت قبول کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور وہ تین دن تک زمین کے نیچے رہا۔ اور موت کے تمام معنے اسپر پورے ہوئے۔ رُوح جسم سے الگ ہوئی حزن شدید لاحق ہُوا۔ سزا اُٹھانی پڑی۔ دشمن کے سامنے انتہائی ذلت۔

القیوم۔ یعنی اپنی ذات میں قائم اور دوسروں کو قائم رکھنے والا۔ لیکن مسیح نہ آپ قائم نہ دوسروں کو قائم رکھنے والا۔ چنانچہ ایک عورت نے کہا کہ میرے بیٹے کو بھی خدا کے پاس جگہ دلانا۔ تو اس نے کہا یہ سب کچھ باپ کے اختیار میں ہے۔ ایسا ہی پیالہ ٹلنے کی دُعا کی۔ اور بقول عیسائیاں قبول نہ ہوئی۔

(۱۶)

ان اللّٰہ لا یخلف المیعاد :۔ یہ جو فرمایا ہے کہ وہ وعدہ یا وقت وعدہ کے خلاف نہیں کرتا تو بحر محیط والا لکھتا ہے کہ یہ قول مشروط ہے۔ عدم توبہ اور عدم عفو کے ساتھ۔ ورنہ عربوں کے نزدیک ترک وعید کرم سمجھا جاتا ہے۔ اور عدم ترک وعید سخت بُرا مانا جاتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے ۔ اذا وعد السراء انجز وعدہ ۔ وان وعد الضراء فالعفو مانع (جب اچھی بات کا وعدہ کرے تو پُورا کرتا ہے۔ اور اگر دکھ کا وعدہ کرے تو عفو مانع آجاتی ہے) اسی طرح لغت میں ہے ۔ وعدہ کا خلاف جھوٹ اور وعید کا خلاف کرم ہے (اقرب و لسان) ان سب باتوں سے یہ ثابت ہُوا۔ کہ وعید کا خلاف وعدہ خلافی نہیں۔ آتھم اور مرزا سلطان محمد کو مہلت ملنا اسی کی ماتحت سمجھا جائے۔

(۱۷)

ہندوؤں کے مقامات مقدسہ میں سے ایک ہردوار ہے۔ اس کی موجودہ حالت کی نسبت ہردوار کا اخبار ہندو گزٹ لکھتا ہے:۔

"گنگا کے کنارے کی حویلیاں یہ شوقین اور فیشن ایبل لوگ بڑے سے بڑا کرایہ ادا کر کے لے لیتے ہیں سلور ہنہائی عیش کرتے ہیں۔ کوئی باز پرس کرنیوالا نہیں۔ کہ یہ ہردوار کی پوتر بھومی اور رشیوں منیوں کا استھان ہے۔ شملہ یا پیرس کی تفریح گاہ نہیں۔ بہت سے شیطان امرتسر لاہور اور دیگر شہروں سے رنڈیوں اور بدمعاش عورتوں کو لے آتے ہیں۔ اور ان سے تھینولیا خوب گلچھرے اُڑاتے ہیں۔ ہر کی پیڑی کے سامنے گنگا میں گھٹنوں تک وہ کھیل کود اور اودھم مچاتے ہیں کہ توبہ ہی بھلی۔ نہایت شیطانی اور شرمناک نظارے نظر آتے ہیں۔ یہ ہندو قوم کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ اس کے مقدس ترین تیرتھ اور شری گنگا جی کی یہ حالت ہے۔" (۱۶، اگست صفحہ ۵)

اسپر کچھ مزید حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں۔ جب ہندوؤں کے مقدس ترین مقام کی یہ حالت ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو دوسرے مقامات کا اندازہ کرنے میں کچھ دقّت نہیں پیش آسکتی۔ تو کیا ایسی تاریک حالت میں ضرورت نہیں کہ کوئی مصلح کرشن کی رُوح و طاقت میں آئے۔ اور اس کے پوتر چرنوں میں نئے سرسے ہدایت حاصل کی جائے۔ اور کیا یہ ثابت نہیں ہوگیا کہ اب موجودہ مقام ان کو پاک نہیں کرسکتے۔ کہ وہ خود بقول ہندو گزٹ بدی کا مرکز بن رہے ہیں ٭

(۱۸)

اسلام کی تعلیم پر عیسائیوں نے خواہ مخواہ اعتراضات کئے ہیں۔ اور پادری لوگ اسلام ایسے مقدس مذہب سے بدظن کرنے کے لئے مقدور بھر کوشش کرتے رہتے ہیں۔ لیکن محققین میں بہت سے ایسے ہیں جو اسلام کا مطالعہ کرکے خدا لگتی کہدیتے یا ان کی زبان سے بے ساختہ کوئی نہ کوئی کلمہ توصیف نکل ہی جاتا ہے۔

چنانچہ ایک صاحب مسٹر آر لیسان نام رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں لکھتے ہیں :-

"اسلام نے کسی قوم کو شراب پلا کر یا غلام بنا کر کمزور یا حقیر نہیں کیا۔ بلکہ پیش اُفتادہ اور ضعیف و خستہ ملکوں میں مستعدی کی تازہ رُوح پیدا کردی۔ عیسائی مصنفین نے رسُول (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) پر اتہامات لگائے ہیں کہ انھوں نے غلامی جائز ٹھہرائی۔ یہ اتہامات سراسر بے بنیاد ہیں۔ یہ ماننا پڑے گا۔ کہ آپ نے اس کی بہت بندش کی۔ اور اپنے وعظ و نصائح سے اس کی سختیوں کے بہت کچھ وضع کرنے کی کوشش فرمائی۔ ایک مالک کو اپنے غلام کے ساتھ بُرا برتاؤ نہ کرنا چاہیئے۔ وہ مالک جو اپنے غلام کو زدوکوب کرتا ہے۔ اسپر واجب ہے۔ کہ وہ اس کو آزاد کردے۔ مالک کا فرض ہے کہ وہ غلام کو غذا سے سیر رکھے...... مُسلمانوں کی حکومت میں غلاموں کی حالت عیسائیوں کی حکومت سے کہیں بہتر تھی۔ ان کے ساتھ نہایت اچھا برتاؤ کیا جاتا تھا۔ ان کو تعلیم دی جاتی تھی۔ اور ممبران خاندان میں اس کا شمار ہوتا تھا۔

اگر ایک سے زیادہ شادی کرنے کے حقیقی معنے ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ تعلق رکھنا ہے تو یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ مغرب میں بہ نسبت مشرق کے لوگ ایک سے زیادہ شادی کرتے ہیں۔ یہ جس شان میں عیسائیوں نے اسلام کا تعارف دنیا سے کرایا حقیقتاً وہ ایسا نہیں بلکہ اسلام ایک تعلیم یافتہ مستعد اور بہادر قومیت کا نام ہے یعنی مسلمانوں میں وہ صفات موجود ہیں جو جمیع اہل یورپ میں مفقود ہیں۔"

اُمید ہے کہ یہ اقتباس بہت سے معترض پادریوں کو اس طرف متوجہ کریگا کہ اسلام اور مسلمانوں کی نسبت جو کچھ وہ کہیں سوچ سمجھ کر انصاف اور نیک نیتی کے ساتھ کہا کریں ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الوہیت مسیح کی تردید انجیل سے

عیسائی حضرت مسیح ابن مریم کو خدا مانتے ہیں۔ لیکن خدا کی صفات ان میں ثابت نہیں کر سکتے میں موٹی موٹی چند صفات لیتا ہوں۔ جو سب مذاہب کو مسلّم ہیں۔ اور انجیل ہی سے دکھاتا ہوں کہ آیا یہ باتیں مسیح میں موجود تھیں یا ان سے صریح انکار پایا جاتا ہے ؎

القیوم :- خود قائم دوسروں کو قائم کرنیوالا۔ مگر مسیح کا اختیار متی باب ۲۰ آیت ۲۳ سے ظاہر ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں :-

"تب زبدی کے بیٹوں کی ماں اپنے بیٹوں کو لیکر اس پاس آئی۔ اور اُسے سجدہ کرکے چاہا کہ اس سے کچھ عرض کرے۔ اس نے اس سے کہا تو کیا چاہتی ہے وہ بولی فرما کہ میرے دونو بیٹے تیری بادشاہت میں ایک تیری دہنی اور دوسرا تیری بائیں طرف بیٹھیں۔ یسوع نے جواب میں کہا ... ... میری دہنی اور میری بائیں طرف بیٹھنا میرے اختیار میں نہیں۔ کہ کسی کو دوں۔ مگر اُن کو جن کے لئے میرے باپ نے مقرر کیا"

صاف ظاہر ہے کہ مسیح نے اپنی بے کسی اور بے اختیاری جتائی۔ اور یہ کام جو اس سے چاہا گیا اپنے باپ یعنی خدا تعالیٰ کا بتایا۔

۲ دوسری صفت **القدوس** ہے۔ اسکے متعلق لوقا باب ۱۸ آیت ۱۹ ملاحظہ ہو :-

"یسوع نے اسکو کہا۔ تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے؟ کوئی نیک نہیں۔ مگر ایک یعنی خدا"

یہاں مسیح نے صاف الفاظ میں قدوس ہونے سے انکار کیا۔ اور یہ خاصۂ الوہیت اور مخصوص بہ خداوند زمین و آسمان بتایا۔

۳ تیسری صفت یہ کہ خدا نہ سوتا ہے نہ اونگھتا ہے۔ مگر لوقا باب ۸ آیت ۲۳ میں ہم پڑھتے ہیں :-

"ایک دن ایسا ہوا کہ وہ اور اس کے شاگرد ناؤ پر چڑھے۔ اور اس نے ان سے کہا۔ کہ آؤ جھیل کے پار چلیں۔ تب وہ لے چلے۔ پر جب ناؤ چلی جاتی۔ وہ سو گیا۔ اور جھیل پر بڑی آندھی آئی۔ اور ناؤ پانی سے بھرنے لگی۔ اور وہ خطرے میں تھے۔ تب وہ اس پاس آئے۔ اور اُسے جگا کے کہا صاحب!"

ان ورسوں میں مسیح کے سو جانے اور ہلاکت میں ڈالنے والے خطرے سے بے خبری کا ذکر ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حالانکہ خدا کی صفت ہے۔ لا تأخذہ سنۃ ولا نوم۔

چوتھی صفت العلیم ہے۔ کائنات کے جزو و کل کو جاننے والا۔ مرقس باب ۱۳ آیت ۳۲ پڑھئے۔ یوں لکھا ہے:-

"مگر اس دن اور اس گھڑی کی بابت سوائے باپ کے نہ فرشتے جو آسمان پر ہیں۔ اور نہ بیٹا کوئی نہیں جانتا"

یہاں مسیح نے اپنی انسانی حیثیت سے نہیں بلکہ بیٹا ہونے کی حیثیت سے اپنے علم کی نفی کی ہے۔ اور کہا۔ کہ اس گھڑی کو سوائے باپ کے کوئی نہیں جانتا نہ فرشتے نہ بیٹا۔ کیا اس ورس کی موجودگی میں عیسائی کہہ سکتے ہیں کہ مسیح خدا تھا ؏

پانچویں صفت القادر ہے۔ مسیح اپنی قدرت کے متعلق جو کچھ کہتا ہے وہ یوحنا باب ۵ آیت ۳۰ میں پڑھ لیجئے:-

"میں آپ سے کچھ کر نہیں سکتا جیسا میں سنتا ہوں حکم کرتا ہوں۔ اور میری عدالت درست ہے کیونکہ اپنی مرضی کو نہیں پر باپ کی مرضی کو جس نے مجھے بھیجا۔ چاہتا ہوں"

مسیح اپنی بے بسی کا مقر ہے۔ اور اپنے آپ کو خدا کی مرضی کا پابند بیان کرتا ہے۔ جیسا کہ تمام رسول بیان کرتے آئے ؏

چھٹی صفت الغنی ہے۔ خدا کسی کی مدد کا محتاج نہیں۔ ہاں تمام مخلوقات اسکی محتاج ہے مگر مسیح کی حالت دیکھئے۔ جب اسپر مصیبت کی گھڑی آئی۔ اور اسکی جان پر بنی۔ تو وہ کیا پکار اٹھا ملاحظہ ہو مرقس باب ۱۵ آیت ۳۴۔

"اور نویں گھنٹے یسوع بڑی آواز سے چلّا کے بولا۔ ایلی ایلی لما سبقتانی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑا"

یہ ہے مسیح کی اصل پوزیشن۔ جو اس نے اپنی زبان سے بتادی۔ کہ وہ خود خدا نہیں۔ بلکہ اس کا کوئی خدا ہے۔ جسے وہ بے انتہا بے بسی میں پکارتا ہے۔ اور اس سے اپنی مخلصی کا خواستگار ہے۔ باوجود اس صراحت کے ہمارے سامنے بعض فقرات پیش کئے جاتے ہیں کہ ان کے رو سے مسیح کا خدا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً یہ کہ میں اور باپ ایک ہیں۔

آؤ اس فقرہ پر غور کریں۔ اور اس کے معنے مسیح ہی کی زبان سے معلوم کریں۔ یوحنا باب ۱۰ آیت ۳۰ تا ۳۴

"میں اور باپ ایک ہیں۔ تب یہودیوں نے پھر پتھر اٹھائے کہ اسپر پتھراؤ کریں۔ ....

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہودیوں نے اُسے جواب دیا اور کہا کہ ہم تجھے اچھے کام کے لئے نہیں۔ بلکہ اسلئے تجھے پتھراؤ کرتے ہیں کہ تو کفر کہتا ہے۔ اور انسان ہوکے اپنے تئیں خدا بناتا ہے۔ یسوع نے انہیں جواب دیا۔ کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا ہے۔ کہ میں نے کہا تم خدا ہو۔ جبکہ اس نے انہیں جن کے پاس خدا کا کلام آیا۔ خدا کہا۔ اور ممکن نہیں کتاب باطل ہو۔ تم اُسے جسے خدا نے مخصوص کیا۔ اور جہان میں بھیجا کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے کہ میں نے کہا میں خدا کا بیٹا ہوں"

یہ حوالہ تمام جھگڑوں کا فیصلہ کرنیوالا ہے۔ مسیح کے اس فقرے سے کہ میں اور باپ ایک ہیں۔ یہودی یہ سمجھتے ہیں۔ کہ مسیح کو خدائی کا دعویٰ ہے۔ اور وہ مسیح مح حقیقتاً خدا بنتا ہے۔ مسیح نے ان کو جواب دیا کہ یہ میرا کہنا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں۔ اور میں اور باپ ایک ہی ہیں۔ انہی معنوں میں ہے۔ جنہیں دوسرے خدا کا کلام لانیوالے پیغمبروں کو خدا کہا گیا۔ یعنی مظہر صفات خداوند۔ چنانچہ زبور ۸۲ آیت ۶ میں لکھا ہے:۔

"میں نے کہا کہ تم الٰہ ہو۔ اور تم سب حق تعالےٰ کے فرزند ہو"

پس مسیح نے خود ہی اپنی خدائی کے متعلق ایسی صاف تشریح کر دی۔ کہ کسی کو مطلق شک کی گنجایش نہیں۔ اس تشریح کی موجودگی میں پھر بھی مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا حقیقی معنوں میں سمجھنا اور اعلان کرنا حد درجے کی ناحق کوشی ہے۔

میں اور باپ کے ایک ہونے کا محاورہ ایسا عام تھا کہ مسیح نے اپنے حواریوں کے لئے بھی بلکہ تمام پیروؤں کے لئے استعمال کیا۔ جس سے خدائی کی حقیقت کھل جاتی ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

یوحنا باب ۱۷۔ آیت ۲۱ :۔

"میں صرف انہیں کے لئے نہیں بلکہ ان کے لئے بھی جو ان کے کلام سے مجھ پر ایمان لائینگے عرض کرتا ہوں۔ تاکہ وہ سب ایک ہوئیں۔ جیسا کہ تو اے باپ مجھ میں اور میں تجھ میں کہ وہ بھی ہم میں ایک ہوں تاکہ دنیا ایمان لائے کہ تو نے مجھے بھیجا ہے (یعنی مجھے تیرا رسول مانیں)"

یوحنا باب ۱۴ آیت ۲۰ :۔

"اُس روز تم جانوگے کہ میں باپ میں اور تم مجھ میں اور میں تم میں ہوں"

مندرجہ بالا حوالجات سے ثابت ہے۔ کسی شخص کے خدا میں ہوکر ایک ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ خدا ہے۔ تو پھر مسیح کی نسبت کیونکر صداقت کے ساتھ از روئے انجیل کہا جاسکتا ہے۔ کہ وہ خدا تھا ÷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن مجید کے کامل اور الہامی ہونے کا ثبوت

پچھلے رسالہ میں ہم نے آریہ سماج کے مقرر کردہ معیاروں پر وید کو پرکھا تھا۔ اور وید منتروں سے بتایا تھا کہ وہ ان معیاروں سے کامل تو درکنار الہامی بھی ثابت نہیں ہوتا ؂

اس رسالہ میں ہم چند معیار بتاتے ہیں۔ جو ایک الہامی اور کامل کتاب کے لئے ہونے چاہیئں اور ان کے رُو سے قرآن مجید کو کامل و مکمل الہامی کتاب ثابت کرتے ہیں ؂

معیار اوّل یہ ہے کہ اس کتاب میں یہ دعویٰ موجود ہو۔ کہ وہ خداوند زمین و آسمان کی طرف سے ہے (ب) یہ کہ کل جہانوں کے لئے رہنما ہے (ج) یہ کہ وہ جامع اور کامل اور کل ضروریات مذہبی پر حاوی ہے ؂

دعویٰ اول کا ثبوت لیجئے :۔ الٓمّٓ۔ تنزیل الکتٰب لاریب فیہ من رب العالمین میں اللہ بہت جاننے والا ہوں۔ یہ کتاب اسمیں کچھ شک نہیں کہ نازل کی گئی ہے تمام جہانوں کے رب کی طرف سے (پارہ ۲۱ سورہ سجدہ)

دعوی دوم کا ثبوت۔ ان ھو الا ذکر للعٰلمین (پارہ ۳۰ رکوع ۶) (ب) قل یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا (پارہ ۹ رکوع ۱۰) کہ اے بنی نوع انسان میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں (ج) وھٰذا کتٰبٌ انزلنٰہ مبارک مصدق الذی بین یدیہ ولتنذر ام القریٰ ومن حولھا۔ یہ کتاب جو ہم نے اُتاری ہے۔ بہت بابرکت ہے (ہر قسم کی خیر اسمیں جمع ہے) اپنے سے پہلی کتابوں کے سچ کو سچ۔ باطل کو باطل دکھانیوالی تاکہ اس کے ساتھ مکّہ کو مرکز بنا کر تمام آبادیوں کو بیدار کیا جائے ؂

تیسرے دعویٰ کا ثبوت :۔ یتلو صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ۔ ایسے صحیفے یہ رسول تمہیں سناتا ہے۔ جو ہر ایک انسانی خیال و شیطانی دخل سے منزہ ہیں۔ اور جسمیں تمام مضبوط و محکم صداقتیں موجود ہیں (ب) ونزلنا علیک الکتاب تبیانًا لکل شیءٍ وھدی و رحمۃ وبشریٰ للمسلمین۔ اور ہم نے تجھ پر کتاب اتاری۔ جو بیان کرنیوالی ہر مذہبی ضرورت کی اور ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے فرمانبرداروں کے لئے (ج) ما فرطنا فی الکتٰب من شیءٍ۔ اس کتاب میں ہم نے کسی قسم کی کمی نہیں رکھی ؂

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معیار دوم :- وہ کامل کتاب ایسی زبان میں نازل ہونی چاہیئے۔ جو کبھی کسی ملک کی بولی ہو تاکہ کتاب کے فہم میں محض خیالات پر بحث نہ ہو۔ اور پھر وہ زبان زندہ زبان ہو۔ کسی زمانے میں متروک نہ ہو جائے۔ چنانچہ فرمایا :- انا انزلنٰہ قرآناً عربیاً لعلکم تعقلون۔ ہم نے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا تاکہ تم سمجھو۔ (۲) بلسان عربی مبین۔ عربی زبان میں جو نہایت کھولکر بیان کرنیوالی ہے ؛

پس جو کتاب تمام جہان کے لئے ہو۔ اُسے ایسی زبان میں نازل ہونا چاہیئے۔ جو اُم الالسنہ ہو۔ اور جو زندہ زبان ہو۔ ایک ملک ایک قوم میں بولی جاتی ہو۔ سنسکرت نہ ہو کہ اس کے بولنے والے کہیں ملیں ہی نہیں۔ اور پھر منتروں کے معنے کرنے کے لئے خیالی باتیں لکھتے پھریں۔ پنڈت اِدھر تو کچھ کہیں اور سوامی دیانند کچھ۔

معیار سوم :- اس کامل کتاب کی حفاظت خداوند عالم کی طرف سے کی جائے۔ اور وہ ہر قسم کی تحریف لفظی و معنوی سے محفوظ رہے۔ فرمایا :- اِنّا نحن نزلنا الذکر و اِنّا لہ لحافظون ہم ہی نے یہ قرآن مجید نازل کیا۔ اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

(۲) انہ لکتٰب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ و لا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید۔ یہ ایک معزز اور غالب کتاب ہے۔ جس کے مقابل باطل نہیں ٹھہر سکتا۔ اور نہ اس کی کسی بات کو باطل کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ حکمتوں والے خوبیوں والے خدا کا کلام ہے ؛

معیار چہارم :- کامل کتاب ابتداء میں نہیں۔ بلکہ ایسے زمانہ میں آنی چاہیئے۔ جب گمراہی گنہگاری اور مفاسد کمال تک پہنچ چکے ہوں تاکہ وہ ہر مرض کی دوا ہو۔ اور اس کا نزول ضرورت سے وابستہ ثابت ہو۔ قرآن مجید جس زمانہ میں نازل ہوا۔ اس کے متعلق فرماتا ہے :- ظہر الفساد فی البرّ والبحر بما کسبت ایدی الناس۔ بر اعظموں میں اور جزائر میں لوگوں کی بداعمالی سے فساد غالب آگیا۔ اہل کتاب بھی بگڑ گئے اور غیر اہل کتاب بھی ؛

(۲) قل یا اھل الکتٰب تا ان اکثرکم فاسقون اے اہل کتاب تم ہم سے ناراض ہو۔ کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس کی وحی پر۔ حالانکہ اکثر تمہارے بدکار ہیں۔

اگر ابتدائے عالم ہی میں ایسی کتاب نازل ہو جائے۔ جس میں بعض ایسی بدیوں کا ذکر ہو۔ جو ابھی انسانی خیال میں نہیں آئیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خود بدی سکھائی جائے۔ پس جوں جوں مرض ترقی کرے اور مریض کی حالت بدلے۔ نسخہ بدلنا چاہیئے۔ اور ہر چیز کی ایک حد ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے زمانہ تک ہر قسم کی بدیاں کمال تک پہنچ چکی تھیں۔

معیار پنجم۔ جو کتاب کامل اور الہامی ہونے کی مدعی ہو۔ اس کی مثل لانے پر کوئی انسان قادر نہ ہو۔ کیونکہ جیسے خدا کے فعل کی کوئی مثل نہیں لا سکتا ایسے ہی اسکے کلام کی مثل کوئی نہیں لا سکتا۔ قرآن مجید کی نسبت تمام اقوام کو چیلنج ہے۔ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ۔ اگر تمہیں شک ہے اس کلام میں جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا۔ تو اس کی ایک چھوٹی سے چھوٹی سورۃ ہی کی مثل لاؤ۔ کیونکہ اگر یہ انسان کا کلام ہے۔ تو پھر دوسرا انسان بھی ایسا بنا سکتا ہے۔ پھر ساتھ ہی پیشگوئی بھی فرما دی کہ لن تفعلوا۔ تم ہرگز ایسا نہیں کر سکو گے۔

معیار ششم:۔ کامل کتاب وہی ہو سکتی ہے۔ جس کے احکام پر ہر طبقے ہر علاقے کا انسان عمل کر سکے۔ وید کی طرح نہ ہو۔ کہ ایک سندھیا کرنے میں آجکل کے قحط کے دنوں میں دیوالہ نکل جائے۔ لا یکلف نفساً الا وسعہا۔ ہر جان کو اس کی طاقت کے مطابق ہی مکلف کیا جاتا ہے۔ ولقد یسرنا القراٰن للذکر فھل من مدکر۔ ہم نے آسان کر دیا ہے۔ قرآن مجید کو نصیحت کے لئے۔ پس ہے کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا؟

معیار ہفتم۔ وہ کتاب خدا کے ساتھ ایسا تعلق اپنے پیرو کا کر دے کہ شرف مکالمہ مخاطبہ بخشا جائے۔ اور تازہ بتازہ نشان قدرت خداوندی کے اس کے ذریعہ سے ظاہر ہوں۔

لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ۔ ان کے لئے اس دنیا میں بھی بشارت ہو۔ اور آخرت میں بھی۔ (۲) تتنزل علیھم الملٰئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا۔ ان پر فرشتے اتریں کہ نہ خوف کریں نہ حزن۔ (۳) اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ میں دعا کرنیوالے کی دعا قبول کرتا ہوں۔ جب وہ مجھے پکارے۔

غرض اسی دنیا میں مومن بالقرآن کو دوسروں سے ایک نمایاں فرقان و امتیاز بخشا جاتا ہے۔ اور خدا ہر میدان میں اسکی خاص نصرت و تائید فرماتا ہے۔

معیار ہشتم۔ اس کامل الہامی کتاب میں آئندہ زمانے کی خبریں ہوں۔ تاکہ ان پیشگوئیوں کو پورا ہوتے دیکھ کر ہر زمانے کے لوگ یہ یقین حاصل کریں۔ کہ یہ القادر۔ عالم الغیب کا کلام ہے۔

مثلاً قرآن مجید میں خبر دی کہ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحٰت لیستخلفنھم فی الارض۔ کہ یہی ایمان لانیوالے جو اب حقیر سمجھے جاتے ہیں۔ وقت آتا ہے کہ اس زمین میں بادشاہ بنائے جائینگے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر حضرت عمر کے زمانہ میں سب نے یہ پیشگوئی پوری ہوتی دیکھ لی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲) حتیٰ اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون۔ آگ سے کام لینے والی قومیں پھیل جائینگی۔ اور وہ ہر قسم کی دنیاوی ترقی کو انتہاء تک پہنچا دینگی ؂

(۳) مرج البحرین یلتقیان۔ دو سمندر خدا نے چھوڑے ہیں۔ وہ آپس میں مل جائینگے۔ پھر ان کا نشان بھی بتا دیا۔ یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان۔ کہ ان سے مونگے اور موتی نکلتے ہیں۔ اور ولہ الجوار المنشئٰت میں بتایا کہ ان میں جہاز رانی ہو گی۔ یہ سمندر بحر قلزم اور بحر روم ہیں جو نہر سویز کے ذریعے ملا دئیے گئے ؂

(۴) نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے فرمایا۔ واللہ یعصمک من الناس۔ کہ تم کو لوگوں سے محفوظ و مامون رکھے گا۔ چنانچہ عرب ایسے آزاد ملک میں جہاں قتل معمولی بات سمجھی جاتی تھی۔ اور جہاں اسلام کی پوری شوکت کے وقت حضرت عمرؓ جیسا زبردست بادشاہ قتل کر دیا گیا۔ باوجود چیلنج کے آپ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) قتل سے محفوظ رہے

وید میں سے کوئی پیشگوئی دکھائی جائے۔

اُمید ہے کہ آریہ مُسافر دہلی ان معیاروں پر جو عقلاً ایک الہامی و مکمل کتاب کے ہونے چاہئیں وید کو کم از کم الہامی کتاب ہی ثابت کریگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ گونگے کا وکیل نہ بنے۔ جو دعویٰ کرے وہ اسی وید سے دکھائے۔ اور جو دلیل دے، وہ بھی وید سے تاکہ معلوم ہو کہ وید مکمل اور الہامی ہے ؂

(۱۸)

موجودہ عیسائیت پر یورپین قوم مطمئن نہیں

کیمبرج ڈسٹرکٹ فیڈریشن کے ششماہی اجلاس میں جیٹس آف دی پیس نے بیان کیا۔

"میں کبھی گرجا میں کبھی نہیں جاتا۔ کیونکہ میں اُن لکھوکھہا مردوں اور عورتوں میں سے ہوں جو اس کو محسوس کرتے ہیں کہ کلیسیا کا پیغام ان کی ضروریات کو پورا نہیں کرتا"

مسٹر ایم جوسلین نے کہا۔ "وہ نہیں کہا جاتا ہے کہ مرد اور عورتیں مذہب سے بالکل لاپرواہیں۔ میں اسکو نہیں مانتی۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ لوگ اس مذہب سے بیزار ہیں۔ جو ان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ ایک جذباتی مذہب کی ضرورت ہے۔ جو ان کے لئے مفید ہو"

ان بیانات سے صاف ظاہر ہے کہ موجودہ عیسائیت پر کئی لاکھ مرد اور عورتیں مطمئن نہیں۔ اور وہ آپ اپنی ضروریات کو بلند آواز سے پوری ہوتی نہیں دیکھتے۔ اس مذہب کو عملی رنگ میں اپنا ساتھ دینے والا نہیں پاتے۔ ایسا کیوں نہیں ہوتا۔ جبکہ یسوع مسیح نے خود کہدیا تھا کہ ابھی اور بہت سی باتیں ہیں۔ جو تسلی دینے والا یعنی وہ نبی آکے تمہیں سنائیگا چنانچہ اسلام آیا اور

اس سے اسلام کی ترقی عظیم کا مژدہ سنایا ؂

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت باوا نانک کا مذہب

خالصہ بھائیوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے مقتدا کے مذہبی عقائد پر غور کریں۔ اور جو باتیں ان کے سامنے ہمارے سید و مولیٰ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے پیش کی ہیں۔ ٹھنڈے دل سے سوچیں۔

سکھوں نے یہ فیصلہ تو علی العموم اب کر لیا ہے کہ وہ ہندو نہیں۔ اور یہ بالکل درست ہے۔ کیونکہ حضرت باوا نانک کا کلام دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ہندو مذہب کو پسند نہیں فرمایا۔ اگرچہ ان کی پیدائش ایک ہندو کے گھر میں ہوئی۔ پر اچین ہندوؤں کا امتیازی نشان یہی ہو سکتا ہے۔ کہ وہ وید کو مانتے ہوں۔ یا پھر یہ کہ کسی نہ کسی طرح مورتی پوجا کرتے ہوں۔ باوا نانک علیہ الرحمۃ کا اعتقاد ان دونوں کی نسبت درج ذیل ہے:۔

ویدوں کی نسبت:۔ پڑھ پڑھ پنڈت منی تھکے ویدوں کا ابھیاس
ہرنام چیت نہ آوئی نہ نج گھر ہوئے باس
(گرنتھ صاحب بسنت محلہ)

یعنی پنڈت اور منی ویدوں کو پڑھ پڑھ کر تھک گئے۔ مگر خدا کی معرفت تاہم ان میں کچھ بھی نہ پائی۔

(ب) ترگن بانی وید دیچار۔ بکھیا میل بکھیا وپار۔ ویدوں کو بہت سوچ بچار سے پڑھا۔ مگر کوئی گیان اور معرفت کی بات میسر نہ ہوئی۔

مورتی پوجا کی نسبت:۔ جو پاتھر کو کہتے دیوتا تاکی برتھا ہوئے سیو
ٹھاکر ہمراسدا بولنا سرب جیاں کو پربھ دان دیتا
(گرنتھ صاحب بھیروں محلہ)

جو پتھر کو خدا بنا کر پوجتے ہیں۔ اُن کی تمام خواہشیں اور اُمیدیں ضائع جائینگی۔ ہمارا خدا تو ہمیشہ کلام کرنیوالا ہے۔ سب جانداروں پر قسم قسم کی عطائیں کرنیوالا ہے۔

ان حوالوں نے صاف صاف بتا دیا۔ کہ باوا جی ہندوؤں کے اُصولی و بنیادی عقائد سے قطعی متنفر تھے۔ برخلاف اس کے مسلمانوں کے عقائد پر پورا پورا ایمان رکھتے تھے۔ اور ارکان اسلام پر عمل پیرا تھے۔ چنانچہ تمام مسلمانان عالم کا امتیازی نشان ہے۔ کلمہ۔ قرآن مجید کو تمام الہامی کتابوں سے اعلیٰ سمجھنا۔

جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۸۱ پر ارشاد ہوتا ہے:۔

پاک پڑھیو کلمہ رب دا جہڑا نال ملائے ❊ ہویا معشوق خدا ئیدا اہو یا نبی اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کلمہ خدا کو محمدؐ کے ساتھ ملا کر پڑھو۔ یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ وہی محمد جو خدا تعالیٰ کا محبوب ہے اور تن من دھن سے خدا کا ہو گیا تھا ؎

اور قرآن مجید کی نسبت فرماتے ہیں :۔

توریت ۔ زبور ۔ انجیل ترے پڑھ سُن ڈٹھے وید
رہی قرآن کتاب کلجگ میں پر واہر ۔ (جنم ساکھی کلاں صفحہ ۱۴۷)

یعنی تورات ۔ زبور ۔ انجیل وید سب کچھ پڑھ سن بیٹھے ۔ مگر ایک قران ہی ہے جو اس گمراہی کے زمانہ میں سب سے اعلیٰ اور آفتاب ہدایت ہے ۔

اعمال میں سے نماز و روزہ ایک مُسلمان کا امتیازی نشان ہے ، سو اسکی نسبت گرنتھ صاحب سری راگ محلہ ۱ ملاحظہ ہو :۔

پنج وقت نماز گذاریں پڑھو کتیب قرآنا ؎ نانک آکھے گور سدیہی رہیو پینا کھانا

یعنی پانچوں وقت نماز گذارو ۔ اور قرآن کتاب اللہ کی تلاوت کرتے رہو ۔ نانک کہتا ہے کہ دنیا روزے چند عاقبت کار با خداوند ۔

اس نماز کے متعلق شری گرنتھ آد صفحہ ۱۲۷۸ پر تشریح ہے :۔

فریدا بے نماز اکُتیا ایہ نہ بھلی ریت ؎ کدی چل نہ آئیوں پنجے وقت مسیت

گویا بتا دیا کہ نماز سے مُراد وہ نماز ہے ، جو پانچوں وقت مسلمانوں کے معبد مسجد میں ادا ہوتی ہے ۔

اِن حوالوں کے بعد میں سکھ صاحبان سے پوچھتا ہوں کہ اگر حضرت باوا نانک کا مذہب اسلام نہیں تھا ۔ تو کیا مذہب تھا ۔ اگر ہندو ۔ تو ہندو اصولی عقاید کی تردید کیوں فرماتے رہے ۔ جیسا کہ حوالوں سے ثابت کر دیا ۔ اور اگر مسلمان نہیں تھے ۔ تو مُسلمانوں کے بنیادی اُصول کی تائید کیوں فرمائی بلکہ ان پر عمل بھی کرتے رہے ۔ اگر ان دونوں سے جُدا کوئی اور مذہب تھا ۔ تو

(اوّل) گرنتھ صاحب سے ہمیں بتلایئے کہ کن کن رشتوں سے نکاح حرام ہے ۔ اور کن سے حلال ۔ کیونکہ کوئی مذہب چل نہیں سکتا ، جب تک اسمیں شریعت نہ ہو ۔ آپ صاحبان کے احکام شریعت کس کتاب میں درج ہیں ؎

(دوم) گرنتھ صاحب اور جنم ساکھی وغیرہ مذہبی مستند کتب کے حامل آپ (سکھ صاحبان) ہی رہے ہیں ان میں جو حوالہ بھی اسلام اور مسلمانوں کی تائید میں ہے ۔ وہ ضرور ضرور معتبر اور مستند ہے ۔ اور آپ اس سے قطعاً انکار نہیں کر سکتے ۔ کیونکہ کتابیں آپ کی اور آپ ہی ان کے محافظ رہے ہیں ۔ غیر ممکن ہے کہ ان میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی ایسی ملاوٹ آپ لوگ ہونے دیتے۔ جو باوا صاحب کے عقائد کے خلاف ہو۔ اور جس سے اسلام کی تائید نکلتی ہو۔ البتہ جو اشلوک ایسے ہیں۔ جن سے ہندو مذہب کی تائید ہوتی ہے۔ ان کی نسبت شک و شبہ کی گنجایش ہے۔ ہماری تائید میں جو کچھ ہے۔ وہ بہر حال آپ پر حجت ہے۔

(سوم) باوا صاحب پر تین زمانے گذرے ہیں۔ ہندوؤں کے ہاں جنم پانے کی وجہ سے ہند و عقائد رکھنا۔ زمانہ تحقیقات و تلاش مذہب حق۔ آخری عمر میں اسلام لانا۔

پس اسلام کے خلاف جتنے حوالے بھی پیش کئے جائینگے۔ وہ ابتدائی زمانہ کے ہونگے۔ اور جنمیں دونو مذہبوں پر کچھ اعتراض ہونگے۔ وہ زمانہ وسطی ہے۔ اسمیں یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ فیج اعوج کا زمانہ تھا۔ مسلمان حقیقی اسلام پر عمل پیرا نہ رہے تھے۔ اسلئے باوا صاحب اگر مسلمانوں کے خلاف کچھ فرماتے ہیں۔ تو بالکل بجا طور پر* وہ حقیقی اسلام پر اعتراض نہیں فرماتے۔ بلکہ مسلمانوں کی موجودہ حالت پر

ان تینوں اصولوں کو پیش کر کے ہم چند اور دلائل بھی دیتے ہیں۔ جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ باوا نانک علیہ الرحمۃ آخری عمر میں صدق دل سے اسلام لا چکے تھے۔

دلیل اوّل :۔ باوا صاحب کا حج کعبہ کے لئے مکہ معظمہ میں جانا۔

جنم ساکھی کلاں صفحہ ۲۰۷ میں ہے :۔ "پھر نیلا جبا پہن کر بیٹھا مکے آن" اور وار اں بھائی گورداس جی میں صفحہ ۱۳ پر ہے :۔

بابا پھر مکے گیا نیلے بستر دھارے بن والی
عصا ہتھ کتاب کچھ کوزہ بانگ مصلی دھاری
بیٹھا جائے مسیت وچ جتھے حاجی حج گذاری

یعنی حضرت باوا صاحب نیلے کپڑے پہنے ہوئے عصا ہاتھ میں قرآن بغل میں کوزہ اور مُصلّےٰ اٹھائے مکہ معظمہ مسجد بیت الحرام میں جا بیٹھے۔

اب ہم سکھ صاحبان سے عرض کرتے ہیں کہ حضرت باوا صاحب کا مکہ معظمہ میں جانا اور مسجد الحرام میں بیٹھنا تو خود آپ کی کتابوں سے ثابت ہے۔ لیکن مکہ معظمہ کے متعلق احکام شریعت اسلامی شاید آپ کو معلوم نہیں۔ وہ ہم سناتے ہیں۔

براءۃ من اللہ و رسولہ الی الذین عاھدتم من المشرکین فسیحوا فی الارض اربعۃ اشھر۔ اللہ اور اسکے رسول سے مشرکوں کا قطع تعلق ہے۔ پس لے مشرکو چار مہینے اس مقدس سرزمین میں پھر لو۔ اسکے بعد یہ ارشاد ہے کہ فاذا انسلخ الاشھر الحرم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم وخذوا ھم واحصروھم واقعدوا لھم کل مرصد فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ فخلّوا سبیلھم۔ کہ یہ مہینے گذرنے کے بعد مشرکوں کو جہاں پاؤ۔ قتل کردو۔ اور گرفتار کر لو۔ اور قید کردو۔ اور ان کے لئے ہر گھات کی جگہ میں بیٹھو۔ ہاں اگر توبہ کریں۔ اسلام لائیں۔ نماز قائم کریں۔ زکوٰۃ دیں۔ تو انہیں چھوڑ دو اور فرمایا:۔ انما المشرکون نجسٌ فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا۔ کہ اس سال کے بعد کوئی غیر مسلم مشرک مسجد حرام کے پاس تک پھٹکنے نہ پائے۔

اب فرمائیے کہ ان تاکیدی احکام کی موجودگی میں کس طرح ممکن تھا کہ باوا نانک صاحب غیر مسلم اور ہندو ہوتے ہوئے اس آن بان سے مسجد حرام میں جا بیٹھتے۔ اور پھر وہاں کے قاضی سے مباحثہ بھی فرماتے۔ یہ خیال کرنا بھی ہمارے نزدیک کفر ہے کہ حضرت باوا نانک نے جھوٹ موٹ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا اور دھوکہ سے مکہ معظمہ میں داخل ہوگئے۔ یہ اس ولی اللہ کی شان سے قطعاً بعید ہے۔ اور ایک منٹ کے لئے بھی تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح یہ امر بھی ناقابل تسلیم ہے کہ مکہ والوں نے یہ جانتے ہوئے کہ فلاں شخص ہندو ہے۔ غیر مسلم اُسے داخلِ حرم ہونے کی اجازت دی ہو۔ پس یقینی بات ہے کہ حضرت باوا صاحب صدق دل سے لا چکے تھے۔ اور اسی لئے فریضۂ حج ادا فرمانے گئے ؛

دوسری دلیل:۔ حضرت باوا صاحب کی وفات پر آپ کی نعش مبارک پر مسلمانوں اور ہندوؤں کا جھگڑا ہوا۔ مسلمان کہتے تھے۔ جنازہ ہمیں ملنا چاہیئے۔ اور ہندو کہتے تھے ہمیں ملے۔

اب غور طلب بات یہ ہے۔ کہ ہندوؤں کے گھر میں جنم پانے کی وجہ سے ہندو تو کسی شخص کی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہندو ہے۔ مگر مسلمان کس طرح کہہ سکتے تھے کہ اس کا جنازہ ہمیں دیا جائے جب تک کہ وہ اس کے اعمال سے اور عقائد سے یہ نہ معلوم کر لیتے کہ وہ مسلمان ہے۔ ایک مسلمان کے لئے تو جائز ہی نہیں کہ وہ کسی غیر مسلم کا جنازہ پڑھے۔ خواہ وہ اس کا باپ یا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔ مسلمانوں کا اصرار محض اسی لئے تھا کہ وہ آپ کی نسبت جانتے تھے کہ آپ مسلمان ہیں۔ پس آپ کے جنازہ پر مسلمانوں کا مطالبہ کہ لاش ہمیں ملے۔ ہمارے حق میں ہے ؛

تیسری دلیل:۔ حیات خان پٹھان کی لڑکی سے آپ کا نکاح کرنا۔ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ غیر مسلم کو اپنی لڑکی کا نکاح کردے۔ پھر پٹھان جو نہایت سخت قوم ہے۔ نکاح کر دینا ہی ثابت کرتا ہے کہ باوا صاحب مسلمان تھے ؛

چوتھی دلیل:۔ باوا صاحب کا ملتان (مزار شاہ شمس تبریز) سرسہ (مزار حضرت شاہ خدا کریم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پاک پٹن (باوا فرید شکر گنج) اجمیر (خواجہ معین الدینؒ) میں چلّے کا ٹھنا۔ جن کے سینکڑوں آدمی گواہ ہیں۔ اور آئے دن سکھ صاحبان ان مقامات کی زیارت کرتے رہتے ہیں۔ یہ مسلمان صوفیاء کا طریق عمل ہے ہندوؤں میں ایسا نہیں ہوتا۔ سکھوں میں بھی نہیں۔ آج تک ہم کسی سکھ کو نہیں جانتے جس نے مسلمانوں کے مقدس مقامات میں توجہ الی اللہ و تبتل تام کے لئے چلّہ کشی کی ہو ۔

پس یہ نشانات بھی جواب تک موجود ہیں۔ گواہ ہیں کہ باوا نانک صاحب کا مذہب اسلام تھا۔ کیونکہ ادھر مزار اولیاء پر تزکیۂ نفس کے لئے چلّہ کشی۔ ادھر تیرتھ یاترا کے متعلق یہ ارشاد :۔

"تیرتھ نہائے نہ اوترس میل ۔ کرم دھرم سب ہوئے پھیل" (گرنتھ صاحب دھناسری محلہ اول)

تیرتھوں میں نہانے سے دل کی میل دور نہیں ہوتی۔ بلکہ تیرتھوں کی جاترا سے نیکیاں ضائع جاتی ہیں۔ ہمیں رہنمائی کرتا ہے کہ آپ اسلامی طریق کو موجب نجات سمجھتے تھے۔

پانچویں دلیل :۔ چولہ صاحب جو ڈیرہ نانک میں اب تک موجود ہے۔ اور معتبر و مستند روایات کے ساتھ باوا صاحب کا اور آپ کی آخری یادگار ثابت ہوتا ہے۔ اس چولہ پر ان الدین عند اللہ الاسلام۔ اور قرآن مجید کی آیات کا لکھا ہونا بتاتا ہے۔ کہ باوا صاحب کی مرغوب چیز اسلام ہی تھی۔ اور یہی ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ جنم ساکھی بھائی بالے والی صفحہ ۳۳۴ پر اس کا ذکر موجود ہے:۔

"تب خدا کی بارگاہ سے باوا نانک جی کو آسمانی ندا ہوئی۔ اے نانک میں تجھ سے بہت خوش ہوں۔ اور ایک خلعت تجھ کو عطا ہوتا ہے۔ تب گورو جی نے عرض کی۔ اے واحد لاشریک جو تیری رضا ہو .. .. تب ایک خلعت مرحمت ہوا۔ .. .. .. لوگوں نے کہا۔ بھائیو! یہ کیسا درویش ہے۔ جس کے خلعت پر قدرتی قرآن کے تیس پارے لکھے ہوئے ہیں"

اُمید ہے ہمارے خالصہ بھائی ان امور پر غور فرما کر حق قبول کرنے میں پس و پیش نہیں کرینگے اگر کوئی صاحب سنجیدگی سے اس مسئلہ پر سوچ بچار کرنا چاہیں۔ تو اپنے اعتراضات پیش کریں ۔

اگر آپ
ست سلاجیت اصلی و معیاری
کی ضرورت ہو۔ تو ریویو آف ریلیجنز
کے دفتر میں نہایت معتبر ذریعہ سے
حاصل شدہ ایک قلیل مقدار میں موجود
ہے۔ منگوا لیں۔ قیمت ایک روپیہ
فی تولہ۔ [illegible]
[illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

سنہ ۱۳۴۰ھ بھی خالی گیا

"کوئی مزعومہ امام مہدی ظاہر نہ ہوا"

ہمارے کلمہ گو بھائیوں کی مایوسی و ناکامی کی کچھ انتہا نہیں رہی۔ ادھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باعلام الٰہی جو نشانات قرب قیامت فرمائے۔ اور جو علامات ظہور مہدی کی بتائیں۔ وہ اکثر پوری ہو چکی ہیں۔ ادہر ان پر مصائب کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے۔ اور وہ بجا طور پر ان سب مشکلات سے نجات دینے والے حضرت امام مہدی کے ظہور کا انتظار کر رہے ہیں۔ آخری اشتہار جس میں اپنے مسلمان بھائیوں کو تسلی دی گئی ہے۔ یہ بتاتا ہے کہ امام مہدی سنہ ۱۳۴۰ھ میں ظاہر ہو جائینگے۔ چنانچہ اس اشتہار کی نقل مطابق اصل درج ذیل ہے:۔

۷۸۶ بسم اللہ الرحمن الرحیم نقل روایت مدینہ شریف

یا اللہ پروانہ خداوندی یا محمد

یہ وصیت بروز جمعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیخ عبد اللہ کو فرمائی ہے۔ کہ اے شیخ عبد اللہ میری اُمت کو کہدو کہ دسویں روانہ ہے۔ اے اُمت تم نے خدا کو بھلا دیا ہے نماز بالکل چھوڑ دی ہے۔ زنا و چوری وغیرہ گناہوں کی طرف مشغول ہو گئے ہو۔ ہزاروں وصیت نامے روانہ کئے گئے ہیں۔ مگر میری اُمت نے سمجھا ہے کہ یہ وصیت کس جگہ سے آتی ہے آخری وقت آگیا ہے۔ یہ غور سے سمجھو کہ اب اچانک آفت آنیوالی ہے۔ تھوڑی دیر میں سخت عذاب آنیوالا ہے۔ زبان بند ہو جاویگی۔ دماغ میں درد پیدا ہوگا۔ ہوا قہر کی شروع ہوگی۔ ہم تمہاری شفاعت نہیں کرینگے۔ تم نے میرا قرآن شریف بھلا دیا۔ نماز بالکل ترک کردی ہے۔ زنا و چوری کی طرف مائل ہو گئے ہو۔ ایک زلزلہ قہر کا آویگا۔ جس کے آنے سے تمام گاؤں تباہ ہو جائینگے۔ دجّال کے ظاہر ہونے کا وقت قریب ہے۔ دریا سمندر خشک ہو جاوینگے۔ اب شاہ روم کی شہادت قریب ہے۔ نصاریٰ کے ہاتھ سے ہاتف کا آواز آنیوالا ہے۔ قرآن شریف کے حرف اُڑنے والے ہیں یعنی قرآن شریف کا کاغذ سفید ہو جاویگا۔ زمین و آسمان فنا ہونے کا وقت قریب ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امام مہدی صاحب کے آنے کا وقت قریب ہے۔ صفا مروہ کا پہاڑ پھٹنے کو تیار ہے اور دابۃ الارض آنیوالا ہے۔ اے اُمّت خداوندکریم کی ذات نے مجھے سفیر کرکے بھیجا ہے۔ جو شخص اعتبار نہ کرے۔ وہ کافر ہو کر مریگا۔ اے اُمّت اپنی عاقبت اچھی کرنی چاہیئے۔ استغفار پڑھو۔ اور جس کو بیماری ہو۔ نماز تیمم کے ساتھ پڑھو۔ اور توبہ کرو۔ اور توبہ کا دروازہ بند ہونیوالا ہے۔ قسم ہے مجھے ذات پاک کی۔ اگر مَیں جھوٹ لکھوں۔ تو اللہ تعالیٰ مجھے کافر کرکے مارے قیامت کے دن منہ کالا ہو گا۔ اے لوگو! میں تین بار قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ وصیّت سُنتے ہی کپڑے پاک کر لو۔ جو اس طرح کرے وہ معجزہ دیکھ لیویگا۔

آخری وقت قریب ہے۔ جس شخص نے اعتبار نہ کیا۔ اور نماز میں مشغول نہ ہوا۔ اپنے آپ کو دیکھ لیویگا۔ اور سب ملک کے عالموں کو چاہیئے کہ وعظ نصیحت کریں۔ ان کی شفاعت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کرینگے۔ جو نہ کریگا۔ اس کا مُنہ قیامت کے دن سیاہ ہو گا۔ اگر اُمّت اپنے دین اسلام کو پڑھے۔ تو وہ اپنے آپ کو دیکھ لیگا۔ جو شخص نماز نہ پڑھے تو باقی مسلمان اسکو شہر سے نکالدیں تاکہ اسکی وجہ سے کسی دوسرے اسلام والے پر عذاب آجاوے۔ اگر بے نماز جنگ کریں۔ تو جنگ کرو۔ اگر نمازی مارا جاوے تو شہید ہو کر مریگا۔ اگر بے نماز مارا جاوے تو کافروں کے ٹولے اُٹھایا جاویگا۔

جو شخص اسکی نقل کرکے ایک شہر سے دوسرے شہر یا گاؤں تک پہنچا دیگا۔ تو پیغمبروں کے ٹولے اُٹھایا جاوے۔ اور ۱۳۳۹ھ ہجری سے ۱۳۴۰ھ تک امام مہدی کا ظہور ہو جائیگا۔ اسوقت دجال آجاویگا۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر یہ بات جھوٹ لکھوں تو خداوند کریم مجھ کو سزا دیوے۔ اور عذاب سے غیر لوگوں کے ہاتھ اپنے بداعمال اور بدبختی سے سزا دیوے۔"*

افسوس کہ ۱۳۳۹ھ بھی گذرا۔ ۱۳۴۰ھ بھی گذر گیا۔ اور اب ۱۳۴۱ھ شروع ہے اور وہ مزعومہ مہدی ظاہر نہ ہوا۔ شیعہ بھی غار کے سامنے یامولینا اخرج پکارتے پکارتے تھک گئے۔ اور اہلسنت کی آخری اُمید بھی ٹوٹ گئی۔ مصائب کے دل بادل سروں پر چھائے ہیں۔ مشکلات کے پہاڑ آئے دن ٹوٹتے رہتے ہیں۔ لیکن وہ امام ظاہر نہ ہوا۔ کیا خدا تعالیٰ کا وعدہ غلط ہے یا نعوذ باللہ اس کے رسُول نے اپنی اُمّت کو غلط خبر دی۔ ہرگز نہیں۔ میرے پیارے بھائیو! یہ آپ کے فہم کا قصور ہے آنیوالا آچکا۔ مگر افسوس اُمّت محمدیہ کے علماء سوء پر کہ اس برگزیدہ بارگاہ خداوندی کو نہ جانا نہ پہچانا بلکہ سب سے پہلے منکر ہو بیٹھے۔ اور یصدون عن سبیل اللہ کی ڈیوٹی ادا کی۔ کیا ابھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کی اُمیدوں کا خاتمہ نہیں ہوا۔ کیا ابھی وہ یہ نہیں سمجھے کہ ان کے فیصلے غلط ہیں۔ ان کی تمنائیں باطل۔ انکی آرزوئیں ناکام۔ احادیث وروایات درست۔ مگر جو معنے ان کے کیے جاتے ہیں۔ وہ صحیح نہیں۔ بلکہ ہی مطلب صحیح اور درست ہے۔ جو احمدیہ جماعت بیان کرتی ہے۔ ورنہ وجہ کیا ہے کہ یہود کی مانند سال پر سال گذرتے جاتے ہیں۔ اور وہ موعود ظاہر نہیں ہوتا۔ آخر اب نہیں آئیگا۔ تو کب آئیگا۔ آثار سے تو یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ زیادہ سے زیادہ ۱۳۴۰ھ تک آجائیگا۔ لیکن اب ۱۳۴۱ھ کا آغاز ہو چکا۔ اور میں پورے یقین کے ساتھ ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ اس صدی کے باقی تمام سال ایک ایک کر کے گذر جائینگے۔ پھر پندرھویں صدی بھی گذر جائیگی۔ سولھویں صدی بھی گذر جائیگی۔ اور نہ تمہارا وہ مزعومہ مسیح آسمان سے نازل ہو گا۔ نہ مزعوم مہدی ظاہر ہو گا۔ کیونکہ آنیوالا آچکا ہے۔ پس میرے کلمہ گو بھائی بیشک میری یہ تحریر نوٹ کر رکھیں۔ اور جب تک خود زندہ ہیں خود دیکھ لیں۔ اور پھر ان کے بعد ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد دیکھیگی۔ کوئی مسیح آسمان سے نازل نہیں ہو گا۔ اور کوئی امام مہدی اس طریق پر جس طرح وہ سمجھتے ہیں۔ خروج نہ کریگا۔ حتیٰ کہ دنیا کا آخر ہو جائیگا۔ نجات وہی پائینگے۔ جو قادیان میں منارۃ بیضا کے قریب اُترنے والے مسیح اور مہدی پر ایمان لائینگے۔ مبارک وہ جو اس صداقت کی آواز پر کان دھریں اور جاہلیت کی موت نہ مریں ؂

احمدی ہو جانے سے نکاح فسخ نہیں ہوتا

غیر احمدی علماء ہمارے خلاف کیا کچھ نہیں کرتے۔ ایک سعید الفطرت احمدی ہو گیا۔ تو اسے مرتد قرار دیکر اس کی عورت کا نکاح کسی دوسرے سے کر دیا۔ مقدمہ ہائیکورٹ تک پہنچا۔ ہمیں شکر ہے کہ فیصلہ ہمارے حق میں ہوا۔ تار ملاحظہ ہو:۔

"مدراس۔ ۳۰۔ اگست۔ ججان ہائی کورٹ نے نظر ثانی کی۔ اس درخواست کا فیصلہ سنا دیا ہے۔ جو ایک احمدی شخص کی طرف سے جو پہلے حنفی مسلمان تھا۔ گذری تھی کہ سشن جج نے اس کی بیوی کو نکاح ثانی کے الزام سے بری کر دیا ہے۔ اسلئے اس کے فیصلہ کو برطرف کیا جائے۔ ججان نے اپنے فیصلہ میں قرار دیا ہے کہ احمدیت بھی مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ ہے۔ اور احمدی کافر نہیں ہیں۔ ججان نے عورت مذکور کی بریّت کے فیصلہ کو تو برطرف کر دیا ہے۔ لیکن ان کے خیال میں مقدمہ کی دوبارہ سماعت ضروری نہیں۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن و حدیث سے پیشگوئیاں

زمانہ حال کی نسبت

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۵)

یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ وَ نَحْشُرُ الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَئِذٍ زُرْقًا ۝ یَّتَخَافَتُوْنَ بَیْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ۝ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ اِذْ یَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِیْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا یَوْمًا ۝ع وَ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ یَنْسِفُهَا رَبِّیْ نَسْفًا ۝ فَیَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝ لَّا تَرٰی فِیْهَا عِوَجًا وَّ لَآ اَمْتًا ۝ (طٰہٰ ع ۱۱) ایک دن ایسا آئیگا جسمیں بگل بجایا جائیگا۔ اور ہم قطع تعلق کرنیوالوں کو اسدن اکٹھا کرینگے۔ جن کا حلیہ یہ ہے کہ وہ زرقا ہونگے۔ وہ آپسمیں آہستہ آہستہ باتیں کرینگے کہ نہیں رہے تم مگر دس دن ہم خوب واقف ہیں جیسی باتیں یہ لوگ اسدن کرینگے جب انہیں کہیگا اعلیٰ درجہ کا کہنے والا کہ تم رہے ایک دن اور تجھ سے پوچھتے ہیں پہاڑوں کی طرح جو سلطنتیں ہیں۔ ان کا حال تو جواب دے اڑا دیگا۔ میرا رب بالکل خاک دھول بنا کر پھر زمین کو کر دیگا ہموار میدان تو ان میں کہیں اونچ نیچ نہ دیکھیگا۔

ان آیات میں ان سلطنتوں کے متعلق پیشگوئی ہے۔ جو اپنی تدابیر کے گھمنڈ میں اگر کہتے ہیں کہ ہمیں توڑنیوالا کون ہے۔ (درس حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اوّل) چنانچہ اس جنگ میں زار روس، اور قیصر جرمن جیسے مضبوط پہاڑ اڑ گئے۔ جن کو اپنی سلطنت پر بڑا گھمنڈ تھا۔ طبرانی از سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کردہ کہ برپا نشود ساعت تا آنکہ زائل شوند کوہ ہائے از جائے خویش" حجج الکرامہ صفحہ ۳۴۰۔ روس کی سر زمین بالشویکوں کے خروج سے لا تریٰ فیہا عوجاً و لا امتاً کی مصداق بن گئی

عشرًا۔ یوم سے مراد بموجب پیشگوئی یوحنا باب ۲۰ کے ہزار سال ہجری کے ہیں۔ کیونکہ ہزار ہجری کے بعد ان قوموں نے اسلامی بلاد کی طرف بڑھنا شروع کیا ہے۔ ابن ماجہ میں ہے۔ فیرسل السماء بالماء فیحملھم فیلقیھم فی البحر ثم تنسف الجبال۔ یعنی ان قوموں کو جن کے حق میں آیا ہے من کل حدب ینسلون۔ آخری زمانہ میں آسمان کا پانی سمندر میں ڈالیگا۔ تب پہاڑ اکھڑے جائینگے اور زمین کھینچی جائیگی۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔ "میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر" سمندر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں ڈالنے کا یہ مطلب ہے کہ ان جنگی جہازوں کی نسبت جنھوں نے بے شمار مخلوق کو سمندر میں غرق کیا حضرت مسیح موعود کو الہام ہوا :۔ "کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں" البشریٰ صفحہ ۱۱۴۔ ایک اور الہام ہے "لنگر اٹھا دو" (البشریٰ ص۹۷) جب سمندروں نے گواہی دیدی پہاڑ بول اُٹھے۔ تو پھر وہ پانی جو آسمان سے آیا۔ کیوں اس کی طرف لے پیاسو دوڑ کر نہیں آتے۔ اذا جبال نسفت میں سن ہجری ۱۳۳۴ بتایا گیا۔ پانچ کی نسبت اور سنئے حج الکرامہ صفحہ ۳۴۶ میں ہے :۔ "چوں سفیان ومہدی ملاقی شوند بقتال مسموع شود آوازے از فلک آگاہ باشید کہ اولیائے خدا اصحاب فلاں اند ..... علامت ایں روز آں ست کہ ظاہر شود پنجہ از آسمان آویختہ شدہ" ایضاً ص۳۹۶۔ "ابر بر سرش سایہ کند ومنادی از آسمان نداد ہد کہ ایں مہدی ست۔ خلیفہ خدا اتباع او کنید و بیروں آید از وے دستے کہ اشارہ کند بسوئے مہدی بہ بیعت اخرجہ ابو نعیم" آسمانی آواز سے مُراد کسوف وخسوف کا نشان تھا جو پُورا ہو چکا۔ پنجہ اور ہاتھ دیکھنا ہو۔ تو آسمانی فیصلہ کے آخر میں پانچ سطروں والے الہام ذیل کو پڑھو جو ہندسوں میں ہے :۔

۲۸-۲۷-۱۴-۲-۲۷-۲-۲۶-۲-۲۸-۱-۲۳-۱۵-۱۱

۱-۲-۲۷-۱۴-۱۰-۱-۲۸-۲۵-۴۷-۱۶-۱۱-۴-۳-۱۴-۱۱

۷-۱-۵-۲۴-۲۳-۳۴-۱۱-۱۴-۷-۲۳-۱۴-۱۰-۱

۱۴-۵-۲۸-۷-۳۴-۱-۷-۳۴-۱۱-۱۶-۱-۱۴-۷-۲-۱-۷-۵-۱-۱۴-۲

۱۴-۲-۲۸-۱-۷

یہ پانچ سطور ہندسوں کی الہامی ہیں۔ ان میں جنگ یورپ کی یادگاری[۱] تاریخیں بتائی گئیں جو پانچ سال تک جرمن کے ساتھ ہوتی رہی۔ حضرت مسیح موعود کے ایک شعر میں بھی اس پانچ سالہ جنگ کی طرف اشارہ کیا گیا۔ "وہ چمک دکھلائیگا اپنے نشاں کی پنج بار" پہلی سطر میں پہلا عدد ۲۸ کا ہے۔ اور ۲۸ جون ۱۹۱۴ء کو ولیعہد آسٹریا گولی سے مارا گیا۔ ۲۸ جولائی ۱۹۱۴ء آسٹریا کا سردیا کو جنگی اعلان۔ دوسری سطر میں ساتواں عدد ۲۸ کا ہے۔ اور ۱۹۱۴ء کے ساتویں مہینے کی ۲۸ تاریخ کو جنگ شروع ہوئی۔ ۲۸ اگست ۱۹۱۶ء اٹلی کا جرمنی اور رومانیا کا آسٹریا سے اعلان جنگ۔ اور رومانیا پر جرمنی کا زبردست حملہ۔ ۲۸ جون ۱۹۱۹ء کو جرمنی نے عہد نامہ صلح پر دستخط کئے۔ دوسری سطر میں آٹھواں عدد ۲۷ کا ہے۔ اور ۱۹۱۶ء کے آٹھویں مہینہ کی ۲۷ تاریخ کو رومانیہ نے جنگ میں شمولیت حاصل کی۔ پہلی سطر میں پانچواں عدد ۲۷ کا ہے۔ اور ۱۹۱۸ء

[۱] یہ راقم مضمون کا اپنا ذاتی خیال ہے۔ (ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے پانچویں مہینے کی ۲۷ تاریخ کو جرمنوں کا دوسرا جارحانہ حملہ شروع ہوا۔ پہلی سطر میں تیسرا عدد ۲۴ کا ہے اور ۱۹۱۷ء کے تیسرے مہینہ کی ۱۴ تاریخ کو چین کا جرمنی آسٹریا۔ ہنگری سے اعلان جنگ ۱۴ سے تا ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۵ء۔ برطانیہ کلاں اور فرانس کا بلغاریہ سے اعلان جنگ۔ پہلی سطر میں آٹھواں عدد ۲ ہے۔ اور ۱۹۱۴ء کے آٹھویں مہینہ کی ۲ تاریخ کو جرمنی کا بلجیم سے آخری مطالبہ برائے اتمام حجت۔ پہلی سطر میں ۲۶ کا ہندسہ بھی ہے۔ اور ۲۶ جون ۱۹۱۷ء کو امریکہ کی پہلی فوج کا فرانس میں داخلہ ہوا۔ ۲۶ اکتوبر ۱۹۱۸ء کو اتحادیوں نے حلب پر قبضہ کیا۔ پہلی سطر میں ایک کا عدد بھی ہے۔ اور یکم اگست ۱۹۱۴ء کو جرمنی کا روس سے اعلان جنگ۔ یکم اکتوبر ۱۹۱۵ء روسیوں کا بلغاریہ کو الٹی میٹم۔ پھر ۲۳ کا عدد ہے۔ ۲۳ اگست ۱۹۱۴ء جاپان کا جرمنی سے اعلان جنگ۔ پہلی سطر میں ۱۵ کا عدد ہے۔ ۱۵ مارچ ۱۹۱۶ء آسٹریا اور ہنگری کا پرتگال سے اعلان جنگ۔ ۱۵ مارچ ۱۹۱۷ء سے زار تخت سے اُتارا گیا۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۲۰ میں حضرت مسیح موعود نے جو اشعار میں اس جنگ کے متعلق پیشگوئی شائع فرمائی۔ اس کے اس مصرع کے نیچے "اک نشاں ہے آنیوالا آج سے کچھ دن کے بعد" لکھا ہے "تاریخ امروزہ۔ ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۵ء" اور اس صفحہ کا پندرھواں شعر ہے:

مضمحل ہو جائینگے اس خوف سے سب جن و انس ٭ زار بھی ہوگا تو ہوگا اُس گھڑی باحال زار

اِس سے ظاہر ہے کہ پندرہ کے عدد کو زار کو خاص تعلق تھا۔ جنگ یورپ کی پیشگوئی جو ۱۹۰۵ء میں شائع ہوئی۔ اس سے اس روایت کی تصدیق ہوتی ہے۔ جو حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۷ میں ہے "مہدی بار دوم صلح امن کند۔ و در بعض روایات آمدہ کہ مدت این صلح ۹ سال باشد" چنانچہ ۹ سال کے بعد ۱۹۱۴ء میں جنگ شروع ہوگئی۔ اور امن دُنیا سے اُٹھ گیا۔ پہلی اور دوسری سطر کا آخری عدد ۱۱ ہے۔ اور چوتھی سطر میں بھی نواں عدد ۱۱ کا ہے۔ ۱۱ مارچ ۱۹۱۷ء کو ۹ بجے برطانی افواج کا بغداد میں داخلہ ہوا۔ گیارھویں و بیسویں غور کریں۔ ۱۹۱۸ء کے گیارھویں مہینے کی گیارہ تاریخ کو گیارہ بجے عارضی شرائط منظور کی گئیں۔ اور جرمنی نے ہتھیار ڈال دیئے۔ حضرت اقدس کا ایک الہام بھی ۱۱ کے متعلق ہے " بعد ۱۱ انشاء اللہ" دوسری سطر میں ۱۰ کا عدد بھی ہے۔ ۱۰ فروری ۱۹۱۶ء برطانیہ کلاں میں فوجی ملازمت لازم کی گئی۔ ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۶ء یونان کو اتحادیوں کا الٹی میٹم۔ ۱۰ نومبر ۱۹۱۸ء قیصر کا ہالینڈ کی طرف بھاگنا۔ دوسری اور چوتھی سطر میں ۱۶ کا عدد ہے۔ ۱۶ اگست ۱۹۱۴ء برطانوی فوج کا فرانس کی سرزمین میں نزول۔ ۱۶ فروری ۱۹۱۶ء روسیوں کا ارض روم میں داخلہ۔ ۱۶ جولائی ۱۹۱۷ء اکاٹیرن برگ میں زار گولی سے مارا گیا۔ تیسری سطر میں ۳۴ کا عدد ہے۔ ۸ اگست ۱۹۱۸ء ایمنز پر برطانوی حملہ۔ ۳۴۰۰۰ ہزار جرمن قیدی بنائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گئے۔ چوتھی سطر کے آخر، ۷ کا عدد ہے۔ ۷ نومبر ۱۹۱۷ء کو برطانیوں نے غازا پر قبضہ کیا۔ حدیث شریف میں ہے ویستوقدون المسلمون من قسیهم ونشابهم وجعابهم سبع سنین (مسلم) یعنی مُسلمان ان قوموں کے ہتھیاروں کو سات برس تک جلاتے رہینگے۔ اسی طرح حزقی ایل باب ۳۹ وہیں ہے "آگ لگا کر ہتھیاروں کو جلا دینگے ...... اور وہ سات برس تک انہیں جلاتے رہینگے۔ امداد اللہ العظیم ص۲۴ میں لکھا ہے :۔ احذروا واقعة المغرب فانها تکون من سبعة او تسعة والقیامة قد اُزلفت یعنے ڈرو مغرب کے واقعہ سے وہ یقیناً سات یا نویں ہو گا۔ اور قیامت قریب پُہنچی۔ جرمن کے ساتھ گو جنگ ختم ہو گئی۔ مگر اعراب ترک۔ بالشویک وغیرہ اب تک برابر لڑ رہے ہیں۔

غرض اس پنجہ اور ہاتھ نے مہدی معہود اور مسیح موعود کی طرف اشارہ کر دیا۔ مُبارک وہ جس نے اسکی بیعت کی ۔

(کرم داد از دوالمیال)

خُداوند کا حُلیہ بائبل میں

(گذشتہ سے پیوستہ)

ہاتھ (۱) " میں تو تیرے ہاتھ کے زور سے فنا ہو جاتا ہوں"۔ (زبور ۳۹/۱)

(۲) "میں اپنی رُوح کو تیرے ہاتھ سونپتا ہوں"۔ (زبور ۳۱/۵)

(۳) "میرا ہاتھ اس کے ہاتھ کے ساتھ برقرار رہیگا "۔ (زبور ۸۹/۲۱)

(۴) "ایسا ہُوا کہ جب اُس نے بین بجائی۔ تو خداوند کا ہاتھ اُس پر آ گیا"۔ (سلاطین ۲ ۳/۱۵)

(۵) " اُٹھ اے خداوند خدا اپنا ہاتھ بڑھا"۔ (زبور ۱۰/۱۲)

(۶) "ہمارے خُدا کا ہاتھ ہم پر تھا"۔ الخ (عزرا ۸/۳۱)

(۷) " ہمارے خدا کا ہاتھ ان سبھوں پر ہے"۔ (عزرا ۸/۲۲)

تنبیہ :۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ بائبل کے خداوند خدا کا ایک ہی ہاتھ ہے۔ نہیں نہیں۔ بلکہ انسان کی طرح دونو ہاتھ دایاں اور بایاں ہیں۔

(۸) " خداوند کو اس کی کُرسی پر بیٹھے دیکھا۔ اور آسمانی سارا لشکر اس کے دہنے بائیں ہاتھ کھڑا تھا"۔ (تواریخ ۲ ۱۸/۱۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہتھیلی۔ (۱) "دیکھ میں نے تیری تصویر ہتھیلیوں پر کھود دی ہے۔" (یسعیاہ ۴۹/۱۶)

(۲) "پھر اپنی ہتھیلی اٹھاؤں گا الخ" (خروج ۳۳/۲۳)

مٹھی۔ (۱) "تو اپنی مٹھی کھولتا ہے۔ تو وے اچھی چیزوں سے سیر ہوتے ہیں" (زبور ۱۰۴/۲۸)

(۲) "تو اپنی مٹھی کھولتا ہے۔ اور ہر ایک جاندار پیٹ بھرتا ہے۔" (زبور ۱۴۵/۱۶)

بالشت و چلو۔ (۱) "کس نے پانیوں کو اپنے ہاتھ کے چلو سے پیمائش کیا الخ" (یسعیاہ ۴۰/۱۲)

انگلی۔ (۱) اور خداوند نے جب موسیٰ سے کوہ سینا پر اپنا کلام تمام کر چکا۔ شہادت کی دو لوحیں دیں۔ اور وہ سنگین لوحیں خدا کی انگلی سے لکھی ہوئی تھیں۔" (خروج ۳۱/۱۸)

بغل۔ "اے خدا دشمن کب تک ملامت کریگا۔ کیا دشمن ابد تک تیرے نام پر کفر بکیگا۔ تو کیوں اپنا ہاتھ دہنا ہاتھ کھینچ لیتا ہے۔ اسے اپنی بغل سے نکال اور انہیں تمام کر۔" (زبور ۷۴/۱۱)

اور بھی ایسے ہی مقامات ملاحظہ ہوں:۔ (۲) ایوب ۲۷/۴ (۳) ایوب ۳۳/۴ (۴) سموئیل ۲ ۲۳/۲ (۵) تواریخ ۲ ۱۶/۱۵ (۶) سموئیل ۱ ۲/۱

خداوند کی گود۔ (۱) دیکھو خداوند خدا زبردستی سے آئیگا۔ اور اس کا بازو اپنے لئے سلطنت کریگا .... وہ بروں کو اپنے ہاتھ سے فراہم کریگا۔ اور اپنی گود میں اٹھا کے لے چلیگا۔" (یسعیاہ ۴۰/۱۰، ۱۱)

پیٹھ۔ (۱) "انہیں پیٹھ دکھلاؤں گا۔ چہرہ نہیں دکھلاؤں گا۔" (یرمیاہ ۱۸/۱۷)

(۲) تو میرا پیچھا دیکھیگا۔ لیکن میرا چہرہ ہرگز دکھائی نہ دیگا۔" (خروج ۳۳/۲۳)

کمر۔ (۱) خداوند سلطنت کرتا ہے۔ وہ شوکت کا خلعت پہنے ہوئے ہے ...... اس نے اپنی کمر قوت سے کسی۔ اسلئے جہاں قائم ہے۔ وہ ٹلتا نہیں۔" (زبور ۹۳/۱ و زبور ۶۵/۶)

دل۔ (۱) "اور اپنے سارے دل سے اور اپنی ساری جان سے یقیناً انہیں اس سرزمین میں لگاؤنگا۔" (یرمیاہ ۳۲/۴۱)

(۲) "میری آنکھیں اور میرا دل ہر وقت اسمیں ٹھہرینگے۔" (تواریخ ۲ ۷/۱۶)

پاؤں۔ (۱) خداوند فرماتا ہے۔ آسمان میرا تخت اور زمین میرے پاؤں تلے کی چوکی ہے۔" (اعمال ۷/۴۹)

(۲) "بالکل قسم نہ کھانا نہ تو آسمان کی۔ کیونکہ خدا کا تخت ہے۔ نہ زمین کی۔ کیونکہ وہ اس کے پاؤں کے نیچے کی چوکی ہے۔" (متی ۵/۳۴ و ۳۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور بھی دیکھو مندرجہ ذیل مقامات :-

(۳) سموئیل ۲ ۲۲ (۴) تواریخ ۱ (۵) زبور (۶) یسعیاہ

جُوتی - "موآب میرے دھونے کا لگن ادوم پر میں اپنی جُوتی چلاؤنگا۔ فلسطین پر میں شادیانہ بجاؤں گا" (زبور)

اُمید ہے۔ اس تمام حُلیے کے ملاحظہ کے بعد فور افشاں کبھی کسی حدیث یا قرآن مجید کی آیت پر اعتراض نہ کریگا۔ اور جان لیگا کہ مجاز و استعارہ بھی کوئی چیز ہے *

(باقی - باقی)

آریوں کے اعتراض کا جواب

خدا خود دلوں پر مُہر لگاتا اور پھر نبیوں کو کیوں بھیجتا ہے

سوال :- قرآن شریف کی تعلیم ہے کہ ختم اللہ علیٰ قلوبھم وعلیٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم - خدا نے اکثر لوگوں کے دلوں پر اور کانوں پر مُہر لگادی - اور آنکھوں پر پردہ ڈال دیا - اور ان کے لئے عذاب عظیم ہے - جبکہ خدا ہی نے لوگوں کی عقل - سماعت اور بینائی پر مُہر لگا کر انہیں بہرہ - گونگا اور اندھا بنا دیا - تو پھر ان کی ہدایت کے لئے نبیوں کو بھیجنا فضول ہُوا - اور پھر انہیں عذاب عظیم دینا کیا یہ خدا کا سراسر ظلم نہیں ؟

جواب :- وید مقدس کی تعلیم ہے کہ انسان اپنی کرنی کی سزا اسی دُنیا میں دوسرے جنم میں پاتا ہے تو جب اعتقاد آریہ ایشور بندوں کو بوجہ اطاعت اور عبادت نہ کرنے کے سُور - بندر - بلی - چوہا وغیرہ کے جنم میں ڈال دیتا ہے۔ تو کیا اسے بے انصافی اور ظلم نہیں کہتے - اگر کوئی مسلمان ان پر اعتراض کرتا ہے کہ جب وہ یعنی ایشور تمہارے ساتھ ایسے ایسے سلوک کرتا ہے کہ انسان سے حیوان بنا دیتا ہے۔ پھر تم اس کو ایشور جگت پتا اور محبت کل کیوں کہتے ہو تو آریہ مسلمانوں کو یہ کہہ دیتے ہیں کہ تم لوگ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ از ماست کہ برماست - یہ سلوک اعمال کی پاداش میں کئے جاتے ہیں - ورنہ وہ تو عادل اور محبت کُل ہی ہے - جیسے عمل ہوں - ویسی جزا دیتا ہے - بلی - کتا بننے کے لائق عمل کرتے ہیں - بلی - کُتا بن جاتے ہیں - غرضیکہ اس قسم کی باتیں آریہ کر کے اپنی جان چھڑا لیتے ہیں - خیر - ان کا یہ جواب غلط ہو یا صحیح - لیکن اندھیر تو یہ ہے - کہ جب مسلمان ان کو یہی جواب دیتے ہیں کہ قرآن مجید میں بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دلوں اور کانوں پر مُہر لگنا اور آنکھوں پر پردہ پڑنا محض جزائیہ طور پر ہے۔ جب خدا کے نافرمان بندے ہدایت پر کان نہیں لگاتے۔ نصیحت کو غور سے نہیں سُنتے۔ خدا کے عطیۂ قویٰ کو ان کے مصرف میں خرچ نہیں کرتے۔ تو ان کے یہ قویٰ زنگار خوردہ ہوکر نکمے اور بیکار ہو جاتے ہیں۔ جن کو مُہر لگنے اور پردہ پڑنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اسوقت آریہ باتیں بنانے لگتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کوری تختی کی طرح سلیم الفطرت پیدا کیا ہے۔ اور اسمیں کسب افعال کا ارادہ و اختیار پیدا کر دیا ہے پھر وہ بُرے بھلے نقوش جیسے اپنے لوح دل پر لکھتا چلا جائے۔ ویسے ہی نقوش اسکی طبیعت پر مرتسم ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ان کان خیراً فخیر و ان کان شراً فشر۔ نیکی کا نقش جمانیوالے کے دل پر نیکی راسخ اور منقش ہو جاتی ہے۔ اور بدی کا نقش جمانیوالے پر بدی مرتکز اور طبیعت ثانیہ ہو جاتی ہے۔ پس انسان کی فطرت کی نسبت اللہ تعالیٰ کا یہی قانون غیر متبدل ہے۔ لہذا پہلی حالت کو مُہر لگنے اور پردہ پڑنے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور دوسری حالت کو دل کے نورانی اور نورٌ علیٰ نور ہونے سے ظاہر کیا ہے جس آیت پر اعتراض ہے۔ اسمیں اس قانون الٰہیہ کا ذکر ہے کہ جو لوگ خدا پاک کے عطیہ قویٰ کو کام میں نہیں لاتے۔ ان کے قویٰ اور اعضا معطل اور بیکار ہو کر خدا سے دوری اور مہجوری کا باعث ہو جاتے ہیں۔ اور نیکی کی توفیق ان سے چھینی جاتی ہے۔ کان استماع حق سے بے بہرہ کردئے جاتے ہیں۔ مگر یہ سب کچھ قدرت کی طرف سے سزائیہ طور پر ہوتا ہے۔ ابتدائیہ طور پر ہرگز نہیں چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:۔ ان الّذین کفروا سواءٌ علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون ۝ ختم اللہ علےٰ قلوبھم وعلےٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم۔ یعنے جن لوگوں نے کفر کا پہلو اختیار کر لیا۔ اور ہدایت کی طرف سے مُنہ پھیر لیا۔ اور برابر ہو گیا ان کے لئے ڈرانا یا نہ ڈرانا۔ ان میں ایمان لانے کی صلاحیت ہی نہیں رہی۔ نتیجہ یہ ہوُا۔ کہ خدا نے بھی ان کے دلوں اور کانوں پر ہدایت کا دروازہ بند کر دیا۔ اور جبراً ہدایت کی طرف نہ لانا چاہا۔ اور ان کی آنکھوں پر غفلت کا پردہ پڑ رہا ہے۔ جس کا انجام یہ ہوگا کہ آخرت کو ان کے لیئے اس کفر و انکار کے بدلہ میں عذاب عظیم ہے۔ جب منکرین کی نوبت یہاں تک پہنچ جائے کہ وہ اپنے اختیار عطیہ الٰہی کی کچھ قدر نہ کریں۔ ایمان لانا تو ایک طرف رہا۔ وہ نصیحت سُننے تک کے روادار نہ ہوں۔ اور دل اور کان اور آنکھ سے مطلق کام نہ لیں۔ بلکہ انکو بے جا کاموں میں استعمال کریں۔ تو اس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ ان کے دلوں پر کُفر اور قساوت طبعی ہو جاویگی۔ کان استماع حق سے بہرے ہو جائینگے۔ آنکھیں صداقت کے نظارے دیکھ نہ سکینگی۔ آخرکار وے لوگ جہنم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے ایندھن بنیں گے۔ مذکورہ حالت کی تشریح مرسل یزدانی حکیم ربانی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نبوی زبان میں ان الفاظ سے بیان فرماتے ہیں۔ کہ انسان پہلے پہل جب مرتکب گناہ ہوتا ہے۔ تو اس کے دل پر ایک سیاہ داغ پڑ جاتا ہے۔ پھر اگر وہ اس گناہ سے تائب ہو جائے۔ تو وہ سیاہ داغ اس کے دل پر سے مٹ جاتا ہے۔ نہیں تو اسی طرح متواتر گناہ کی وجہ سے اس کے دل پر بہت سے سیاہ داغ اکٹھے ہو کر اس کا دل آخر کار بالکل سیاہ اور گناہوں کی ظلمت سے تیرہ اور مکدر ہو جاتا ہے۔

چنانچہ ہر ایک برائی کا مرتکب دیکھ لے۔ جب پہلی بار کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ تو اس کے قوائے ملکیہ کیسے مضطرب ہوتے ہیں۔ اور ضمیر اسے کس طرح ملامت کرتا ہے۔ اور جوں جوں وہ ہر روز برائی کرتا جاتا ہے۔ آہستہ آہستہ وہ حیا اور اضطراب۔ اور تامل جو شروع میں اس برائی کنندہ کو مانع تھا۔ کم ہوتا جاتا ہے۔ اور ضمیر اُسے ملامت کرتے کرتے رہ جاتا ہے۔ یہانتک کہ وہ بالکل ڈھیٹھ اور بے شرم ہو جاتا ہے۔ بس یہی حالت ہے جسے مُہر یا زنگار لگنے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مگر یہ مُہر انسان کے افعال کی پاداش میں لگائی جاتی ہے۔ خدا دیدہ و دانستہ یہ از خود نہیں لگاتا۔ بل طبع اللّٰہ علیها بکفرھم بلکہ ان کے اختیار کردہ کفر کی وجہ سے ان کے دلوں پر لگتی ہے۔ کذالك یطبع اللّٰہ علیٰ قلوب الکافرین جس طرح پہلے زمانے کے لوگ اپنے رسُولوں کی تکذیب کی وجہ سے ایمان سے محروم رہے۔ اسی طرح خدائے بے نیاز ان کافروں کے دلوں پر بھی ان کے اختیار کردہ کفر کی وجہ سے ہدایت کا دروازہ بند کئے دیتا ہے۔ کلّا بل ران علیٰ قلوبھم ما کانوا یکسبون۔ خدا نے ان پر کوئی جبر نہیں کیا۔ بلکہ ان کی بدیوں ہی نے ان کے دل پر زنگار لگا دیا ہے۔ فلما زاغوا ازاغ اللّٰہ قلوبھم واللّٰہ لا یھدی القوم الفاسقین۔ پس جب وہ اپنے اختیار سے کجروی اختیار کر بیٹھے تو اللہ نے بھی ان کو ان کی کجی میں بہنے دیا۔ اور ایسے لوگوں کو جو جان بُوجھ کر حکم عدولی کر بیٹھیں۔ اللہ بھی زبردستی اور جبر سے راہ راست پر نہیں لایا کرتا۔ ان شرّ الدواب عند اللّٰہ الصم البکم الذین لا یعقلون۔ بے شک اللہ کے نزدیک سب سے بد تر حیوان وہ ہیں۔ جو اسباب ہدایت کو کھو بیٹھے اور گونگے بن بیٹھے ہیں۔ اور عقل سے کام نہیں لیتے۔ بس وہ آپ ہی اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی جان پر ذرا بھی ظلم کا روادار نہیں۔ یعنی ایسے شخص آپ اپنے ارادہ سے دین اسلام سے محروم رہ گئے۔ خدا پاک کسی شخص کو محروم نہیں کرنا نہیں چاہتا۔ افرایت من اتّخذ الٰھہٗ ھواہ واضلہ اللّٰہ علیٰ علم وختم علیٰ سمعہٖ و قلبہٖ وجعل علیٰ بصرہٖ غشاوۃ فمن یھدیہ من بعد اللّٰہ افلا تذکرون۔ اے نبی بھلا تو نے اس شخص کی طرف دیکھا۔ جو اپنی خواہشوں کا بندہ بن گیا۔ اور حق کی طرف رُخ نہ کیا۔ جس کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انجام یہ ہوا۔ کہ علم و عقل ہوتے ہوئے خدا نے اُسے چھوڑ دیا۔ اور اس کے کانوں اور دل پر ہدایت کا دروازہ بند کر دیا۔ اور اس کی آنکھ پر گمراہی کا پردہ جو اُس نے خود ڈالا تھا۔ پڑا رہنے دیا۔ پس اب بتاؤ کہ اس گمراہ کو جو اس طرح پر گمراہی اختیار کر لیتا ہے۔ خدا کا قُرب چھوڑنے کے بعد کون ہدایت پر قائم کریگا۔ اور کون توفیق ہدایت دیگا۔ مناسب اور ضروری یہی تھا کہ وہ مالک حقیقی کی جانب جُھکتا اور اس کے آغوش رحمت میں جا پڑتا۔ تو اس کے فیض ہدایت کے سرچشمہ سے سیراب ہو کر سرسبز اور مالامال ہو جاتا۔ اور اس کے کانوں آنکھوں اور دل کے پردے کھول دئے جاتے ۔ اسباب حصول ہدایت اللہ تعالیٰ نے دے رکھے ہیں۔ اگر ان کو برمحل برتا جائے۔ تو ہدایت بھی ان کی طرف دوڑتی ہوئی آئیگی۔ اور اگر ان کو معطل اور بیکار کر کے ہدایت کی خواہش نہ کی جائے۔ تو یہ سارے اسباب محض بیکار ہو جائینگے جو لوگ بے غرض اور بے پرواہ ہو جاتے ہیں۔ خدائے بے نیاز بھی انہیں ڈھیل دیکر اور لاپرواہ ہو کر ان سے ان کی خواہش کے مطابق معاملہ کرتا ہے۔ ختم و طبع۔ اضلال۔ عمی۔ وغیرہ کا یہ ہرگز مطلب نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ہی آپ اپنی طرف سے ابتداءً لوگوں کے دلوں پر مُہریں وغیرہ لگا رکھی ہیں۔ اور ان پر جبر کر رکھا ہے۔ تاکہ ایمان نہ لا سکیں۔ حاشا و کلا ایسا ہرگز نہیں ہے۔ نہ یہ ہو سکتا ہے۔ وہ رحمان و رحیم ذات ہے۔ جس نے دُنیا کی رُوحانی بہتری کے لئے انبیاء بھیجے کتابیں بھیجیں۔ اور بہت سے انتظام کئے۔ تو کیا وہ ایسا کریگا کہ آپ سے آپ لوگوں کو ہدایت کی طرف نہ آنے کیلئے جبر کرے۔ ہرگز نہیں۔ چنانچہ قرآن شریف کے بغور پڑھنے اور اسمیں تدبّر و تفکر کرنے سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ ہدایت کے آنے کے بعد اس سے انحراف کرنے کی وجہ سے انسان اپنی یہ حالت آپ بنا لیتا ہے۔ خدا کسی پر جبر و قہر نہیں کرتا۔ بلکہ سب کچھ انسان کا اپنا ہی کیا دھرا ہوتا ہے۔ طالب حق کو ہدایت دیتا۔ اور ہدایت سے رُوکش ہونے والوں کے دلوں پر ہدایت کا دروازہ بند کر دیتا ہے۔ اور یہی خدا کا اضلال۔ طبع۔ ختم اور مُہر لگانا ہے۔ جو کہ انہیں کی کرتوت کا نتیجہ ہے۔ بے ایمانیوں۔ بد اعمالیوں اور بدچلنیوں کے نقوش جو دل پر لگتے چلے جاتے ہیں۔ یہی عذاب الیم اور سزائے عظیم ہے۔ جو قیامت کے دن بروزی شکل میں متمثل ہو گی۔ ؎

قرآنی فلاسفی کے موافق جزا اور سزا کا سلسلہ ہر وقت اور ہر آن جاری ہے۔ یہی کفر و شرک گناہ اور معصیت کے نقوش جو دل پر لگتے جاتے ہیں مخفی سزا ہے۔ جو عالم برزخ میں بطور رویا محسوس اور بروز قیامت کھلی صورت پکڑ کر نار جہنم۔ زقوم۔ غسلین۔ طوق و زنجیروں کی شکل میں آ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

متمثل ہو جائیگی۔ کوئی سزا نہیں جو باہر سے آئے۔ کوئی جزا نہیں جو خارج سے حاصل ہو۔ انسان آپ ہی اپنا بہشت اور آپ ہی اپنا دوزخ ہے۔ اس کا ایمان اور اعمال صالحہ باغ جنت ہیں۔ جن کے نیچے ندیاں بہ رہی اور سرسبز و شاداب ہیں۔ اور بے ایمانی اور بداعمالیاں نارجہنم ہیں جس کے اندر خواہشاتِ نفسانی کے طوق و زنجیریں ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے :۔ ومن یعمل سوءًا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورًا رحیمًا۔ جو کوئی بُرا کام کر بیٹھے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اللہ سے وہ گناہ بخشوالے۔ تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائیگا۔ وہ رُوٹھنے والی ہستی نہیں جو ایک گناہ پر انسان کے پیچھے پڑ جائے۔ اور بغیر سزا دئے ہوئے کبھی انسان کا پیچھا نہ چھوڑے۔ بلکہ وہ ذات واحد غفور رحیم ہے۔ کفر و گناہ سے رجوع کرنیوالوں اور آیندہ کے لئے حالت کی اصلاح کر لینے والوں کو ضرور معاف کر دیتا ہے۔ ہاں جو خدا کی طرف قدم اُٹھائیں ہی نہیں۔ تو اللہ کو بھی کچھ پرواہ نہیں۔

قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم۔

مذکورہ بالا آیات سے ظاہر ہے کہ ختم۔ طبع۔ غشاوہ۔ عمی وغیرہ یہ سب باتیں بندے کی خود اپنے ہی اختیار کئے ہوئے کفر و عناد کا نتیجہ اور ثمرہ ہیں۔ اور ان سب کا وجود بھی عارضی اور معلق ہوتا ہے۔ اگر انسان اپنے کفر و عناد کو چھوڑ کر اللہ کی طرف اخلاص کے ساتھ آنا چاہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے دل اور کان اور آنکھ سب کے سب ہدایت کے لئے کھول دیتا ہے۔ اور اسے ایمان اور اعمال حسنہ کی توفیق دیتا ہے۔ اور اس کے سارے کے سارے پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ رب العالمین کی طرف سے توبہ کا دروازہ موت تک کھُلا ہے۔ اگر کوئی شخص ساری عمر آفتاب ہدایت کی روشنی اپنے کاشانہ دل میں نہ آنے دے۔ تو خدا بھی اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ اور اگر انسان اپنی عمر بھر میں کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی روشنی قبول کرنا چاہے۔ اور دل کا دروازہ کھول دے۔ تو اللہ تعالیٰ بھی ہدایت کی روشنی اس کے دل تک پُہنچا دیتا ہے۔ اور اس کو نورِ ہدایت سے مُنوّر کر کے اپنی رحمت و رضوان کے گھر میں پُہنچا دیتا ہے۔ فتفکروا یا اولی الالباب ⁂

باقی رہی یہ بات کہ پھر انبیاء کے بھیجنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کا جواب خود ہی پنڈت دیانند جی اپنی ستیارتھ پرکاش مترجمہ لالہ رام کشن صفحہ ۵۴ میں دیتے ہیں کہ ویدمیں جہاں کہیں شودر کو وید پڑھانے کی ممانعت ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ جس کو پڑھنے پڑھانے سے کچھ بھی نہ آوے۔ وہ بے عقل اور جاہل ہونے سے شودر کہلاتا ہے اس کا پڑھنا پڑھانا رائگان ہے۔ پس جبکہ ان لوگوں کے لئے بھی وید کا نزول ضروری ہے۔ جن کا پڑھنا پڑھانا بالکل رائگان ہے۔ تو ایسے لوگوں کے لئے بھی بذریعہ رسول قرآن مجید کا نزول لابدی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جن کے حق میں ارشاد خداوندی ہے کہ وسواءٌ علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یومنون انما تنذر من اتبع الذکر وخشی الرحمٰن بالغیب فبشرہ بمغفرۃ واجر کریم۔

پس واضح ہو کہ اگر کوئی طالب علم اپنی بدقسمتی سے مدارس کی تعلیم سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتا۔ تو گورنمنٹ سررشتہ تعلیم کو بند نہیں کر سکتی۔ کیونکہ اور بہت سے فائدہ اُٹھانیوالے بھی ہیں۔ ایسا ہی نبیوں اور ہادیوں کا آنا ضروری ہے۔ چاہے کوئی اس سے فائدہ اُٹھا کر اپنی آخرت سنوار لے یا اپنی کم فہمی اور ہیکڑی سے انکار کر کے ابدی ہلاکت کے کنوئیں میں جا گرے۔ یہ بالکل سچ ہے ؎

باراں کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

صداقت مسیح موعود از روئے احادیث

احادیث سے حضرت مرزا صاحب ؑ کو مسیح موعود ثابت کرنے کے لئے سب سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آیا اس کے آنے کے لئے کوئی وعدہ بھی ہے یا نہیں؟ جس کی وجہ سے اسکو موعود کہا جاتا ہے۔ سو علاوہ قرآن کریم کے جب ہم احادیث پر نظر کرتے ہیں تو ہمیں ایک موعود کی بشارت نظر آتی ہے۔

مسیح کی آمد کی پیشگوئی احادیث میں۔

فرمایا:۔ کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم و امامکم منکم بخاری کہ اے مسلمانو! تمہاری کیسی خراب حالت ہوگی۔ جب تمہاری اصلاح کے لئے مسیح ابن مریم تشریف لائینگے۔ اور تمہارے امام ہونگے۔ مگر ہونگے تم ہی میں سے (۲) اور مسلم میں تو آپ نے قسم کھائی ہے کہ ضرور مسیح بن مریم تشریف لائینگے۔ جیسے فرمایا۔ واللہ لینزلن ابن مریم الخ (۳) اسی طرح اور احادیث میں بھی یہ پیشگوئی بیان کی گئی ہے۔ جیسے مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۱۴۴ میں۔ اسی وجہ سے مسلمان ہمیشہ ایک مسیح کی آمد کے منتظر رہے ہیں لیکن افسوس یہ ہے کہ احادیث اور قرآن کریم پر تدبر اور تفکر نہ کرنے کی وجہ سے انکو ایک غلطی لگی رہی ہے جو یہ ہے کہ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ان احادیث کا موعود اسوقت تک فلک رابعہ پر بیٹھا ہے۔ پس پیشتر اس کے کہ ہم حضرت مسیح موعود کی صداقت پر روشنی ڈالیں۔ اس عقدہ لاینحل کا حل کرنا ضروری خیال کرتے ہیں ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسیح ناصری اُمت محمدیہ کا موعود نہیں ہو سکتا

اوّل :- جب قرآن کریم نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو بالو ضاحت وفات یافتہ قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ فیمسک التی قضیٰ علیها الموت۔ کہ جس پر ایک دفعہ موت وارد ہو جائے۔ پھر وہ دنیا میں آنے سے روکا جاتا ہے۔ تو اس اُمت کا موعود حضرت مسیح موسوی نہیں ہو سکتے۔

دوم :- اگر حضرت مسیح ناصری خیر اُمت کی اصلاح کے لئے آئیں تو رسولاً الیٰ بنی اسرائیل صحیح ثابت نہیں ہو سکتا۔ دوم۔ اُمت محمدیہ کا خیر اُمت ہونا بھی پھر مشتبہ امر ہو جائیگا۔ اور یہ نرا دعویٰ ہی دعویٰ ہو گا۔ کیونکہ سپاہی کی بہادری میدان کارزار ہی میں ظاہر ہوتی ہے۔ اسی طرح خیر اُمت کی خوبی ضلالت اور گمراہی کے وقت ہی ظاہر ہو سکتی تھی۔ لیکن اگر نعوذ باللہ ایسے موقعہ پر بھی یہ بنی اسرائیل کے رسولوں کی اصلاح کی محتاج ہوئی۔ تو اس کے خیر اُمت ہونے کا کیا مطلب ہے؟

سوم۔ اسلئے حضرت مسیح ناصری اُمت محمدیہ کے موعود نہیں ہو سکتے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جس موعود کی بشارت دی ہے۔ اس کا حُلیہ حضرت مسیح ناصری کے حُلیہ سے بالکل مبائن اور متضاد ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ فامّا عیسےٰ فاحمر جعدٌ عریض الصدر کہ مسیح اسرائیلی سُرخ رنگ اور گھونگریالے بال اور چوڑے سینہ والے تھے۔ اور پھر موعود مسیح کے متعلق فرمایا۔ فاذا رجلٌ اٰدم کاحسن مایریٰ من ادم الرجال تضرب لمته بین منکبیه رجل الشعر الخ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۷۰) کہ میں نے ایک خوش رنگ گندمی آدمی کو دیکھا۔ جو سیدھے اور لمبے بالوں والا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے۔ جو طواف کر رہا ہے۔ تو کہا گیا کہ مسیح بن مریم ۞

پس اسرائیلی مسیح احمر تھا۔ اور جعد تھا۔ لیکن محمدی مسیح ادم اور لمبے بالوں والا ہو گا۔ لہذا ثابت ہُوا۔ کہ مسیح اسرائیلی اُمت محمدیہ کا موعود نہیں بن سکتا ۞

اب اِس بات کے بعد کہ اُمت محمدیہ کا موعود خیر اُمت ہی کا ایک فرد ہو گا۔ چونکہ صداقت مسیح موعود میں اس مسئلہ کا بہت بڑا دخل ہے کہ آیا مسیح اور مہدی علیحدہ علیحدہ دو وجود ہیں یا ایک ہی وجود میں دونو جلوہ افروز ہونگے۔ اس کا بیان کر دینا بھی ضروری ہے ۞

مسیح اور مہدی دونو ایک ہیں!

اُمت میں مہدی تو بہت ہونگے۔ جیسے فرمایا۔ علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین والمهدیین۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مہدی کی آخری زمانہ کے لئے بھی خصوصیت سے پیشگوئی فرمائی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی فرمایا:۔ المهدی منی اجلی الجبهة اقنی الانف یملاء الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً یملک سبع سنین (رواہ ابوداؤد)

کہ مہدی آئے گا۔ اور وہ میری نسل سے ہو گا۔ اور اس کی کشادہ پیشانی ہو گی اور ناک اُٹھی ہوئی زمین کو عدل اور انصاف سے ویسے ہی بھر دیگا۔ جیسے وہ ظلم اور جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ اس کا زمانہٗ حکومت سات سال ہو گا۔

ہمارے مخالفین میں جہاں اور کئی غلطیاں ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ مسیح اور مہدی کو دو علیحدہ علیحدہ وجود خیال کرتے ہیں۔ لیکن یہ خیال بھی احادیث پر قلّت تدبّر کا نتیجہ ہے یا تعصب کی وجہ سے ناشی ہے ؛

اوّل :۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں آخری زمانہ کے مصلح کا ذکر فرمایا ہے وہاں پر صرف مسیح کا نام رکھا ہے۔ اور مہدی کا ذکر تک نہیں فرماتے ہیں۔ کیف تهلک اُمّةٌ انا اوّلها و عیسیٰ بن مریم آخرها۔ وہ اُمّت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے۔ جس کا اوّل مَیں اور آخر میں مسیح ہے۔ اگر حضرت امام مہدی کوئی علیحدہ وجود ہوتے۔ تو ان کا بھی ذکر فرماتے۔ پس معلوم ہوا دونو ایک وجود ہیں ؛

دوم :۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسیح موعود کو مہدی بھی قرار دیا ہے۔ جیسے فرمایا :۔ یوشک من عاش منکم ان یلقی عیسیٰ بن مریم اماماً مهدیاً وحکماً وعدلاً۔ مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ - عیسیٰ بن مریم جو اُمّت کے موعود ہیں۔ وہ امام مہدی بھی ہونگے۔ اور حَکَم وعادل بھی ہونگے۔ مہدی کی پیشگوئی کیلئے جو لفظ رکھے تھے۔ وہی یہاں رکھ کر بتا دیا کہ ہماری مُراد وہی مہدی ہے۔

سوم :۔ محدثین نے مہدی کے باب کی سب احادیث کو مجروح قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو مقدمہ ابن خلدون لیکن ہاں ایک حدیث صحیح معلوم ہوتی ہے۔ اور وہ یہ ہے :۔ لا مهدی الا عیسیٰ۔ کیونکہ اس کا راوی محمد بن خالد الجندی ہے۔ اور اس سے امام شافعی جیسے نقاد نے روایت لی ہے۔ اور ابن معین نے اس کو (محمد بن خالد الجندی کو) ثقہ قرار دیا ہے۔ (تہذیب التہذیب صفحہ ۱۴۴) اور پھر یحییٰ بن معین کوئی معمولی انسان نہیں۔ بلکہ هو امام الجرح والتعدیل ہے۔ اور یہاں تک کہا گیا ہے وکل حدیث لا یعرفه ابن معین فلیس هو بحدیث (تہذیب التہذیب صفحہ ۱۸۰ تا ۱۸۸) کہ جس حدیث کو ابن معین نہیں جانتا۔ وہ حدیث ہی نہیں۔ پس ایسا شخص جس راوی کو ثقہ قرار دیتا ہے اُس کی روایت میں کیونکر اشتباہ ہو سکتا ہے۔ فو منع الحق۔ اور ثابت ہوا کہ مسیح ہی مہدی ہو گا ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چہارم :- مسیح موعود اور مہدی معہود کے حلیہ - کام اور حالت نزول کے ایک ہونے سے صاف ظاہر ہے کہ دراصل ایک ہی وجود ہے لیکن مختلف حیثیتوں سے جُدا جُدا ناموں سے پکارا گیا ہے۔

مسیح موعود کا حلیہ :- فاذا رجل آدم کاحسن ما یریٰ من ادم الرجال (بخاری)

مہدی معہود کا حلیہ :- ادم ضرب من الرجال (نعیم ابن حماد)

مسیح کی حالت نزول :- ینزل بین مھزودتین (ترمذی)

مہدی کی حالت نزول :- علیہ عباءتان قطوانتان کانہ من رجال بنی اسرائیل (ابوداؤد)

مسیح کے کام :- یفیض المال (مسلم) و لیدعون الی المال (بخاری)

مہدی کے کام :- یقسم المال - و یعمل فی الناس بسنۃ نبیھم (ابوداؤد)

زمانہ بعثت

اب اس کے بعد یہ دیکھنا ضروری ہے کہ جو مدعی مسیحیت ہے - آیا وہ وقت پر آیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے - وہ حکمت کے خلاف نہیں کرتا - پس جب ہم احادیث پر غور کرتے ہیں تو :-

(۱) ہمیں اشارتاً اور صراحتاً یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ زمانہ ہے - جو اس موعود کی آمد کے لئے مقدر کیا گیا ہے - کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موعود کا بڑا کام یکسر الصلیب قرار دیا ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے وقت میں صلیبوں کی کثرت یعنی صلیبی مذہب کی ترقی اوج پر ہوگی - اور مسیح کا کام ہوگا - اپنے انفاس طیبہ سے ان کے عقائد باطلہ کی تردید ؛

(۲) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آمد مسیح کے زمانہ کے متعلق فرمایا تھا :- ولیترکن القلاص فلا یسعیٰ علیھا (مسلم) کہ اُونٹنیاں بیکار ہو جائینگی - ان سے پہلے جیسی سعایۃ نہ لیجائینگی ریل وغیرہ کے جاری ہونے سے یہ نشانی بھی پوری ہو رہی ہے - پس معلوم ہوا کہ یہی وہ زمانہ ہے جس کے لئے اس موعود کی آمد کو مقرر کیا گیا ہے ؛

(۳) پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صاف فرمایا ہے :- الآیات بعد المائتین - شارحین اسکی شرح میں یوں لکھتے ہیں - ویحتمل ان یکون اللام فی المائتین للعھد الی بعد المائتین بعد الالف وھو وقت ظھور المھدی وخروج الدجال ونزول عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وتتابع الآیات من طلوع الشمس من مغربھا وخروج دابۃ الارض وظھور یاجوج وماجوج وامثالھا (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

کہ دو سو سے وہ ۲۰۰ مراد ہے - جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایک ہزار کے بعد آئیگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور وہی وقت ہے۔ نزول عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ دیگر نشانات کا۔ پس ابن حجر سے اور صاحب مرقاۃ کے قول سے واضح ہوگیا کہ آمد مسیح کا یہی وقت ہے۔ اسی طرح اور بہت سے سلف صالحین نے اس کے زمانہ بعثت کی خبر دی ہے ؂

آمد مسیح موعودؑ کے خارجی علامات۔

اوّل حدیث میں لکھا تھا۔ کہ صلیب کی کثرت کے وقت وہ آئیگا۔ پس یہ نشان ہوچکا ہے۔ دوم۔ حدیث میں آیا تھا کہ اونٹنیاں بیکار ہوجائینگی۔ سو ہر کس وناکس اسکو دیکھتا ہے۔ سوم۔ حدیث میں کہا گیا تھا۔ ان لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض تنکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ (دار قطنی ص ۱۸۸) کہ ہمارے مہدی کے زمانہ میں چاند کو پہلی تاریخ (اس کی مقررہ تاریخوں میں سے) اور سورج کو درمیانی تاریخ ماہ رمضان میں گرہن لگیگا ؂

یہ ایسی معتبر نشانی ہے کہ شیعہ بھی اپنی کتابوں میں اس کو درج کرتے چلے آئے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ (اکمال الدین صفحہ ۳۶۸)

اس پیشگوئی میں چار نشان تھے۔ اوّل مدعی مہدویت موجود ہو۔ تب کسوف خسوف ہو۔ دوم رمضان کا مہینہ ہو۔ سوم۔ چاند کو گرہن کی تاریخوں ۱۳-۱۴-۱۵ میں سے پہلی تاریخ میں خسوف ہو۔ چہارم سورج کو گرہن کی تاریخوں ۲۶-۲۷-۲۸ میں سے درمیانی تاریخ میں کسوف ہو۔ سو حضرت مسیح موعود کی شہادت کے لئے یہ نیرین اپنے مقررہ وقت میں بے نور ہوگئے۔ یہ واقعہ ۱۸۹۴ء مطابق ۱۳۱۱ھ میں ہوچکا۔ ملاحظہ اخبار آزاد ۱۸ دسمبر ۱۸۹۴ء۔ اور اخبار الحامی ۱۳ دسمبر ۱۸۹۴ء

لاوّل لیلۃ سے کیا مُراد ہے؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ چاند کو پہلی تاریخ گرہن لگنا تھا نہ کہ تیرہ کو۔ تو یاد رہے کہ اوّل تو علم ہیئت سے واقفیت رکھنے والے احباب پر پوشیدہ نہیں کہ پہلی تاریخ کو گرہن لگ ہی نہیں سکتا۔ افلا تعقلون۔

دوم۔ اگر پہلی تاریخ کو گرہن لگا۔ تو کس کو پتہ لگیگا۔ پہلی تاریخ کا چاند تو قدرتاً ہی گرہن کے نیچے ہوتا ہے اس کے گرہن کے کیا معنے ہیں؟

سوم۔ حدیث مذکورہ بالا اس مطلب کو رد کرتی ہے۔ کیونکہ اسمیں لفظ القمر ہے۔ اور قمر تین راتوں سے کم کے چاند پر عربی زبان میں نہیں بولتے۔ اسکو ہلال کہتے ہیں۔ وھو قمر بعد ثلاث لیال الی آخر الشھر واما قبل ذالک فھو ھلال (اقرب الموارد) یعنی قمر تین راتوں سے زیادہ کے چاند کو کہتے ہیں۔ پہلے ہلال کہتے ہیں۔ قال الجوھری القمر بعد ثلاث الی آخر الشھر قال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابن سیدہ والقمر یکون فی اللیلۃ الثالثۃ من الشہر (لسان العرب)

پس اس حدیث میں لفظ قمر ہونا اور ہلال نہ ہونا بتلاتا ہے کہ حقیقی پہلی رات مراد نہیں۔ بلکہ وہ پہلی رات مراد ہے جبیں اسکو گرہن لگتا ہے۔ جیسے بولتے ہیں کہ فلاں عورت پہلے دن ہی حاملہ ہو گئی۔ اب کیا اس سے اس کی پیدائش کا پہلا دن مراد ہوتا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی گرہن کی پہلی تاریخ مراد ہے۔

چہارم :۔ حدیث میں مسیح موعود کی نشانی طاعون لکھی تھی (مسلم) اور اکمال الدین صفحہ ۳۶۸ پر طاعون کی پیشگوئی ہے۔ فرمایا ہے :۔ قدام القائم موتان موت احمر و موت ابیض فالموت الاحمر السیف والموت الابیض الطاعون۔ یعنے موعود کے آنے سے پہلے ایک تلوار چلیگی اور دوسرے طاعون پڑیگی۔ پس طاعون نے بھی حضرت مسیح موعود کی سچائی کو واضح کر دیا۔

پنجم :۔ بتایا گیا تھا :۔ لوکان الایمان معلقاً بالثریا (ایمان ثریا پر چلا جائیگا۔ اور یرفع اللّٰہ العلم (علم القرآن اُٹھالیا جائیگا) اور یاتی علی الناس زمانٌ علماءھم شر من تحت ادیم السماء الخ (اسوقت کے علماء بلحاظ اخلاق بدترین مخلوقات ہونگے) ان باتوں کا پورا ہونا کس پر واضح نہیں پس ثابت ہوا۔ کہ مسیح کی آمد کا یہی وقت ہے۔ اور حضرت صاحب کا دعویٰ برحق ہے۔

ششم :۔ لکھا گیا تھا۔ یطلع من المشرق قبل خروج المھدی نجم لہ ذنب یضیئ (رواہ ابن نعیم) کہ مہدی کے خروج سے پہلے ایک ستارہ جانب مشرق سے لمبی اور روشن دُم والا نکلیگا۔ یہ بھی نکلا۔ اور دُنیا نے بار بار مشاہدہ کیا۔ پس ماننا پڑیگا کہ مسیح آچکا ہے۔

ہفتم :۔ مسیح موعود اور مہدی معہود کی یہ نشانی بتائی گئی تھی۔ کہ اس کے زمانہ میں ایک شخص عصر کے وقت قتل کیا جائیگا۔ تو اہل شیطان شور ڈالینگے۔ کہ مظلوم مارا گیا ہے۔ لیکن اگر اس واقعہ کی ابتدا رمضان میں ہو۔ تو سمجھو کہ یہ جبرائیل کی آواز ہے۔ چنانچہ پنڈت لیکھرام عین پیشگوئی کے مطابق بوقت عصر مارا گیا۔ آریوں نے شور مچا دیا کہ یہ مظلوم مارا گیا ہے۔ لیکن جو کچھ ہوا پیشگوئی کے مطابق ہوا کیونکہ خدا کی وحی برحق تھی۔ اس لئے کچھ نہ کر سکے۔ اصل حدیث یوں ہے :۔

وفی اٰخر النھار صوت اللعین ابلیس ینادی الا ان فلاناً قد قتل مظلوماً لیشکل علی الناس ویفتنھم فکم فی الیوم شاک متحیر فاذا سمعتم الصوت فی رمضان یعنی الاول فلا تشکوا انہ صوت جبرائیل وعلامۃ ذالک انہ ینادی باسم المھدی واسم ابیہ۔

پس اے مسلمانوں کی ذرّیت۔ غور کرو اور سوچو کہ کبھی جھوٹے کے ساتھ بھی اسقدر نشان ہو سکتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو ٭ کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے پاک بندوں کو

مسیح موعود کی علامات ذاتیہ فرمایا تھا:- یخرج من وراء النھر۔ یعنی وہ چینی الاصل ہوگا۔ یقال لہٗ الحارث حراث۔ زمینداروں کے اعلیٰ خاندان میں سے ہوگا۔ آدم کاحسن ما یری من ادم الرجال۔ گندمی رنگ کا خوبصورت ہوگا۔ اجلی الجبھۃ کشادہ پیشانی والا ہوگا۔ اقنی الانف۔ اس کی ناک اٹھی ہوئی ہوگی۔

یہ سب نشانات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات میں پائے جاتے ہیں پس ثابت ہوا۔ کہ یقیناً آپ ہی مسیح موعود ہیں۔

اِیں مقدمم نہ جائے شکوک ست والتباس ٭ سید جدا کند ز مسیحائے احمرم
رنگم چو گندم است بمو فرق بین است ٭ زانسا نکہ آمدست در اخبار سرورم

مسیح موعود کے کام مسیح موعود کے تین کام بتائے گئے تھے (۱) یھلک اللہ فی زمانہ الملل کلھا الا الاسلام۔ کہ وہ تمام دینوں پر اسلام کو غالب کردیگا جیسے قرآن مجید میں ہے۔ لیظھرہ علی الدین کلہٖ۔ سو حضرت اقدس نے اسلام کے مقابلہ میں تمام مذاہب کو بار بار چیلنج دیئے۔ لیکن کوئی مقابل پر نہ آیا۔ اور اگر کوئی آیا بھی تو اس نے منہ کی کھائی۔ آپ نے تمام مذاہب کے اُصول بودے ثابت کیئے۔ اور اسلام کو ہی عالمگیر مذہب منوایا ٭

(۲) یکسر الصلیب۔ صلیبی مذہب کی ساری بنیاد حضرت مسیح کے مصلوب ہوکر کفارہ ہونے پر ہے۔ اگر کفارہ باطل ہوجائے۔ تو عیسائیت کا کچھ باقی ہی نہیں رہتا۔ پس حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت مسیح کا مصلوب ہونا انہی کی مسلمہ کتب سے ثابت کردیا ٭

(۳) تیسرا کام مسیح موعود کا یہ تھا کہ اُمت کو ہلاکت سے بچاوے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- کیف تھلک اُمۃ انا اوّلھا وعیسیٰ بن مریم اٰخرھا۔ بہ نظر انصاف دیکھنے پر اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ واقعی حضرت مسیح موعود نے اُمت کو ہلاکت سے بچالیا۔ یا تو وہ زمانہ تھا کہ امت محمدیہ کے افراد آل رسول ہوکر عیسائیوں میں شامل ہو رہے تھے۔ یا اب یہ وقت ہے کہ یورپ کے قلب میں عیسائی بہ طیب خاطر دین اسلام قبول کر رہے ہیں۔ نہ صرف پرانی دُنیا میں بلکہ نئی دنیا میں بھی احمدیت و اسلام کی قبولیت بڑھ رہی ہے۔ اور بڑے بڑے عُلماء و فضلا سفر تشنہ لب اسی چشمہ کوثر سے زندگی کا پانی پی رہے ہیں ٭

مسیح موعود کا انجام۔ حدیث میں آیا ہے۔ ویدفن معی فی قبری۔ اب یہ کہنا تو سخت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بے ادبی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روضۂ مبارک نعوذ باللہ اکھاڑا جائے۔ اور اسمیں آنیوالا مسیح دفن ہو۔ اور نہ ہی اسمیں بروایت حضرت عائشہ کوئی جگہ خالی ہے۔ پس اس کا مطلب یہی تھا کہ مسیح موعود کامیاب و کامران فوت ہونگے۔ چنانچہ آپکا مقصد بعثت اعلاء کلمۃ اللہ ولیظہرہ علی الدین کلہٖ آپ کی جماعت کے ذریعہ پورا ہو رہا ہے۔ جس کا عقیدہ سے عقیدہ دشمنوں کو بھی اقرار ہے۔ اور آپ کے مقبرہ کو خدا نے بہشتی قرار دیا ہے۔ جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے اور اپنے مال کا ایک حصہ اشاعت اسلام میں دینے والوں کا آرام گاہ ہے ؎

حدیث القرطاس

سے

شیعہ صاحبان کا استدلال بے بنیاد

بخاری اور مسلم میں مندرجہ ذیل حدیث آئی ہے۔ جسے اصطلاح میں حدیث القرطاس کہا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:-

عن ابن عباس قال لما حضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم وفی البیت رجال وفی روایۃ یوم الخمیس فیھم عمر ابن الخطاب قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھلم اکتب لکم کتابا لا تضلون بعدہ فی روایۃ ائتونی اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدی فقال عمر ان رسول اللہ قد غلب علیہ الوجع وعندکم القراٰن حسبنا کتاب اللہ فاختلف اھل البیت فاختصموا منھم الحدیث (مسلم)

وفی الروایۃ الثانیۃ لمسلم قال دعونی فالذی انا فیہ خیر اوصیکم بثلاث اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب واجیزوا الوفد بنحو ما کنت اجیزھم۔ وسکت عن الثالثۃ او قال انسیتھا (مسلم)

خلاصہ حدیث یہ ہے کہ مرض الموت میں آنحضرت کے پاس جمعرات کے دن صحابہ اکٹھے ہوئے آپنے فرمایا کہ کاغذ اور قلم لاؤ کہ میں تمہیں ایک تحریر لکھ دوں۔ تاتم میرے بعد یا اس کتاب کے لکھنے کے بعد گمراہ نہ ہو۔ آپ پر اسوقت تکلیف کا غلبہ تھا۔ اس لئے حضرت عمر نے فرمایا۔ تمہارے پاس قرآن مجید ہے۔ بس وہی کافی ہے۔ اسپر اہلبیت نے اختلاف کیا۔ اور آپسمیں جھگڑ پڑے۔ بعض کہتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھے۔ کہ کاغذ قلم لانا چاہیئے۔ اور بعض حضرت عمرؓ کے ساتھ متفق تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا۔ کہ شور نہیں ہونا چاہیئے۔ میں جس حالت میں ہوں۔ اسی میں رہنے دو۔ جو بہت بہتر ہے۔ میں تمہیں تین باتوں کی وصیت کرتا ہوں۔ ایک یہ کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکالدو۔ میرے بعد بھی وفدوں کا معاملہ ویسے ہی رہے۔ جیسے میرے وقت میں تھا۔ تیسری کے متعلق راوی کہتا ہے کہ آپ نے نہیں بتائی یا بتائی ہے تو میں بھول گیا ہوں۔ دوسری روایات سے ثابت ہے کہ وہ وصیت کتاب اللہ کی تھی۔ جیسے کہ مسلم اور بخاری میں آیا ہے:۔ عن طلحہ بن مصرف قال سألت عبداللہ بن ابی اوفیٰ ھل اوصیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لا قلت فلم کتب علی المسلمین الوصیۃ او فلم امروا بالوصیۃ۔ قال اوصیٰ بکتاب اللہ (مسلم) اور مہلب نے کہا ہے کہ وہ تیسری وصیت جیش اسامہ کی تیاری تھی۔ اور قاضی عیاض نے کہا ہے۔ تیسری وصیت لا تتخذوا قبری وثنا یعبد تھی۔ میری قبر کو بُت نہ بنالینا کہ اس کی پرستش کی جائے۔

حضرات شیعہ کہتے ہیں۔ اسوقت آنحضرتؐ کا ارادہ تھا۔ کہ حضرت علیؓ کے نام خلافت لکھ دیں مگر آپ کے پاس کاغذ قلم دوات نہ لائی گئی۔ مہاجرین و انصار نے ٹالکر ٹالنا چاہا کہ کہیں حضرت علی کے نام خلافت نہ لکھ دیں۔

یہ استدلال کئی وجوہ سے باطل ہے:۔

وجہ اول:۔ یہ کہنا کہ حضرت علی رضؓ کی خلافت کے متعلق لکھنا تھا۔ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضؓ کی خلافت کے متعلق لکھنا تھا۔ جو قرین قیاس ہو سکتا ہے۔ کیونکہ حضرت ابوبکر رضؓ کی خلافت پر بہت سی نصوص موجود ہیں۔ مثلاً آنحضرتؐ کا حضرت ابوبکر رضؓ کو نماز میں کھڑا کرنا اور لوگوں کا امام بنانا۔ پھر ان کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوقت جبکہ لوگوں نے حضرت ابوبکر کی عدم موجودگی میں حضرت عمر رضؓ کو امام بنا لیا تھا۔ آواز سُنکر فرمانا کہ یابی اللہ ذالک والمسلمون یابی اللہ ذالک والمسلمون فبعث الی ابی بکر فجاء بعد ان صلی تلک الصلاۃ فصلی بالناس (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۹۳)

کہ خدا اور مسلمان بھی انکار کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کے سوا کوئی اور آگے کھڑا ہو۔ آخر حضرت ابوبکرؓ کو آدمی بھیجکر منگوایا۔ اور پھر ان کے ساتھ دوبارہ صحابہ کو نماز دُہرانی پڑھی۔ مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے تو ایک بھی نص موجود نہیں ہے۔ جس سے ان کی خلافت کا استدلال ہوسکے۔ حدیث انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ سے خلافت بعد آنحضرتؐ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ سے پہلے وفات پا چکے تھے ؛

دوم :- اگر یہ کوئی ایسی ضروری بات تھی۔ کہ جس سے اُمّت نے گمراہ ہو جانا تھا۔ تو اس کے نہ بتانے سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر الزام آتا ہے۔ کیونکہ آپ بوجہ شور وشغب بتانے سے رک نہیں سکتے تھے۔ جبکہ آپ بلغ ما انزل الیک کے حکم پر باوجود مخالفت دشمنان کبھی نہ رکے۔

سوم :- جبکہ باقی تین وصیتیں کی ہیں۔ تو خلافت کی وصیت کیوں نہ کی۔

چہارم :- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کہنے پر کہ حسبنا کتاب اللہ۔ آپکا خاموش ہو جانا اور نہ بتانا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ آپ کی وصیت سے مراد کتاب اللہ کی وصیت تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں کہ ان اللہ تعالیٰ وضع الحق علےٰ لسان عمر یقول بہ۔ (ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۵۵) کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کی زبان پر حق رکھا ہے۔ پس آنحضرتؐ نے بھی کتاب اللہ کی ہی وصیت کرنی تھی۔ جو دوسرے وقت میں کی ؛

پنجم :- غرض اس تحریر کی یہ بیان کی ہے کہ ان لا تضلوا۔ کہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔ اور قرآن مجید میں یہ وصف قرآن مجید کی آئی ہے۔ جیسے فرمایا :- یبیّن اللہ لکم ان تضلوا (نساء رکوع آخر) کہ خدا تعالیٰ تمہارے آگے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔ پھر فرمایا۔ کتاب انزلنٰہ الیک لتخرج الناس من الظلمات الی النور (ابراہیم رکوع ۱)

ششم :- یہ واقعہ جمعرات کا ہے۔ اور آنحضرتؐ نے سوموار اور منگل کی درمیانی رات میں وفات پائی ہے ہفتہ اور اتوار کو افاقہ بھی ہوا ہے۔ لیکن پھر بھی آپ نے خلافت علیؓ کی وصیت نہ کی ؛

ہفتم :- اگر لوگوں میں وصیت نہیں کی تھی۔ تو حضرت علی کو علیحدہ طور پر ہی فرما دیا ہوتا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ چنانچہ حضرت علی جب کوفہ میں گئے۔ تو آپ سے قیس بن عباد نے پوچھا۔ اخبرنا عن مسیرک ھذا اعھدٌ عھدہٗ الیک رسول اللہ ام رأیٌ رأیتہٗ قال ماعھد الیّ رسول اللہ ولکنہ رأیٌ رأیتہٗ (ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۹۹۳) کیا کوفہ میں آنے کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ارشاد فرمایا تھا اور وصیت کی تھی یا آپ اپنی رائے سے آئے ہیں۔ فرمایا کہ مجھے آنحضرتؐ نے کوئی وصیت نہیں کی۔ یہ میری رائے ہے۔ جس کی بنا پر میں کوفہ آیا ہوں ؛

ہشتم :- اگر حضرت علی ہی واقعی خلافت کے مستحق تھے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو وصیّت کی تھی تو یہ حضرت علی رضہ پر الزام آئے گا کہ آپ نعوذ باللہ بڑے بزدل تھے کہ آپ نے خلافت کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دعویٰ نہ کیا۔ اور اگر شیعہ صاحبان کہیں کہ اگر اسوقت دعویٰ خلافت کرتے۔ تو قتل کئے جاتے۔ تو یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ خلیفہ خود خدا بناتا ہے۔ اور ان کے متعلق سورہ نور میں فرمایا ہے۔ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنًا۔ کہ خود خدا تعالیٰ ان کے دین کو طاقت دیگا۔ اور مضبوط کریگا۔ جو ان کے لئے پسند کیا ہے۔ اور ان کے خوف کو امن سے بدل دیگا۔ پس یا تو حضرت علی سمجھتے تھے کہ میں خلافت کا مستحق نہیں ہوں یا آپ کو قرآن مجید پر نعوذ باللہ ایمان نہیں تھا۔ اور خدا تعالیٰ کی نصرت کا یقین نہیں تھا۔ ورنہ حق بات کیوں چھپاتے ؛

نہم :۔ اس حدیث پر یہ جرح بھی ہو سکتی ہے کہ یہ عموم البلویٰ ہے۔ مگر اس کا راوی صرف ابن عباس ہے اور وہ بھی اسوقت ۱۴ سال کا تھا۔ باقی حاضرین میں سے کوئی روایت نہیں کرتا ؛

دہم :۔ اگر شیعہ صاحبان کا خیال صحیح ہے کہ حضرت علی کے نام خلافت لکھی تھی۔ تو آپ بغیر لکھنے کے بھی فرما سکتے تھے۔ دوسرے علیؓ کو چاہیئے تھا کہ وہی جلدی سے قلم دوات لے آتے یا خود ابن عباس ہی تکلیف گوارا فرما لیتے۔ کیونکہ حکم تو عام تھا۔ کسی خاص شخص کو تو حکم نہیں دیا تھا ؛

یازدہم :۔ اگر واقعی حضرت علی رض خلافت کے مستحق تھے۔ تو انہوں نے حضرت ابوبکر رض کی خلافت کو کیوں تسلیم کیا۔ اگر کہو کہ اگر تسلیم نہ کرتے تو تفرقہ پیدا ہوتا تھا۔ تو وہ خود حضرت علی رض کے وقت میں بھی پیدا ہوا۔ اُسوقت انھوں نے خلافت کو کیوں نہ چھوڑ دیا ؛

دوازدہم :۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں عباس رض نے حضرت علی رض سے کہا ہے کہ چلو ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کریں کہ ہمارے نام امارت لکھ دو۔ تو حضرت علی رض نے کہا۔ چچا یہ مناسب نہیں ہے کیونکہ اگر آنحضرتؐ نے انکار کر دیا۔ تو قیامت تک محروم رہینگے۔ اگر حضرت علی رض کو واقعی یقین ہوتا کہ امارت کے ہم ہی مستحق ہیں۔ تو وہ کیوں نہ چلے جاتے ؛

سیزدہم :۔ حضرت علی رض کو معلوم تھا کہ آنحضرتؐ کے بعد خلافت کا حق میرا نہیں ہے۔ کیونکہ آنحضرتؐ کی زندگی میں حضرت علی رض اور حضرت عباس رض اور حضرت فاطمہ رض اور زید بن حارثہ آنحضرتؐ کے پاس گئے۔ اور حضرت علی رض نے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ ان رئیت ان تولینی حقنا من ھذا الخمس فی کتاب اللہ عزوجل فاقسمہ حیاتک کیلا ینازعنی احد بعدک فافعل قال ففعل ذلک قال فقسمتہ حیات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم ولانیہ ابوبکر (ابوداؤد جلد ثانی ص۶۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ خمس میں سے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہمارا حق لکھا ہوا ہے اس کا مجھے والی کردیں۔ اور اسے میرے سپرد کردیں کہ آپ کی زندگی میں میں اُسے تقسیم کروں۔ تاکہ آپ کے بعد میرے ساتھ کوئی منازعت کرے تو آپ نے اُسے میرے سپرد کر دیا۔ آپ کی زندگی بھر میں اُسے تقسیم کرتا رہا۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت عمر رض نے اُسے میرے سپرد کر دیا۔ اگر حضرت علی رض نے خلیفہ ہونا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہیئے تھا کہ آپ فرماتے کہ اے علی رض تو ہی تو میرے بعد خلیفہ ہو گا۔ اور تیرا ہی اختیار ہو گا۔ تجھے کس کا ڈر ہے۔ اور کون ہے جو تیرے ساتھ منازعت کریگا ؟

چہاردہم : حضرت علی رض اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ آنحضرت کے بعد حضرت ابوبکر رض کو خلافت کا حق تھا۔ جیسا کہ محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ :۔

قلت لابی ای الناس خیر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو بکر قال قلت ثم من قال ثم عمر قال ثم خشیت ان اقول ثم من فیقول عثمان فقلت ثم انت یا ابت۔ قال ما انا الا رجل من المسلمین (ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۲۸۸)

میں نے اپنے باپ (حضرت علی رض) سے کہا۔ کہ اے باپ آنحضرت کے بعد سب سے بہتر کون تھا تو آپ نے فرمایا۔ حضرت ابوبکر رض۔ میں نے کہا کہ اس کے بعد کہا عمر رض۔ پھر میں ڈرا۔ کہ اس کے بعد حضرت عثمان رض کا نام لینگے۔ اس واسطے میں نے کہا کہ حضرت عمر رض کے بعد آپ۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں عام مسلمانوں سے ایک آدمی ہوں۔ پس حضرت علی رض حضرت ابوبکر رض کی فضیلت کو تسلیم کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا وجوہ سے شیعہ صاحبان کا حدیث قرطاس سے یہ استدلال کرنا کہ اس سے حضرت علی رض کی خلافت کا اشارہ نکلتا ہے۔ اور آپ نے حضرت علی رض کی خلافت کے متعلق وصیت لکھنی تھی باطل ہے۔ فماذا بعد الحق الا الضلال۔

ردّ شیعہ } شیعوں کی تردید خود انہی کی کتابوں سے منشی خادم حسین صاحب کے مضامین میں موجود ہے۔ جو گذشتہ آٹھ سال تشحیذ الاذہان میں شایع ہوتے رہے۔ اس لئے آپ کے لئے بیش بہا موقعہ ہے۔ کہ ۱۹۱۴ء سے لے کر ۱۹۲۰ء تک کے فائل بیس روپے میں منگوالیں۔ اگر صرف شیعہ کے متعلق مضامین کے رسالے لینے چاہیئیں۔ تو ہر فی رسالہ کے حساب سے بعض دیئے جاسکتے ہیں۔ آریوں اور عیسائیوں کے متعلق بھی کافی مصالحہ ان فائلوں میں موجود ہے ؎

(مینیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احباب کرام توجہ فرماویں!

ریویو آف ریلیجنز کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد صفحہ ۲ پر درج ہے۔ اب ہر ایک دوست اپنے متعلق دیکھ سکتا ہے۔ کہ اس نے توسیع اشاعت میں کہاں تک کوشش کی بلکہ بعض حالات میں تو خود بھی خریداری چھوڑ دی۔ جو قابل افسوس امر ہے۔ چار سَو کے قریب ایسے احباب ہیں۔ جن کے ذمے نہ صرف بقایا سالہائے گذشتہ ہے۔ بلکہ ۱۹۲۲ء کی قیمت بھی باوجود دو دو بار وی پی کرنے کے ادا نہیں فرمائی۔ اُمید ہے کہ بذریعہ منی آرڈر بھیج کر مشکور فرمائینگے وی پی بھیجنے سے بہت نقصان ہو چکا ہے۔

چاندی کی متبرک انگوٹھیاں

خالص چاندی کی اِن دلفریب۔ خوشنما۔ بے نظیر۔ نایاب اور حیرت انگیز متبرک انگوٹھیوں کے چھوٹے سے ہشت پہلو سُرخ یا سبز یا نیلے نگینے پر عجیب و غریب صنعت سے تمام سورۃ قل ہو اللہ شریف سنہری یا سفید پختہ حروف میں ایسی خوشنما۔ باریک اور صاف کندہ ہے۔ ہدیہ دو روپے۔ اپنا نام بھی ساتھ لکھوائیں تو دو روپے چار آنے ہے۔ اسی قسم کی کلمہ طیبہ الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ یا آیت کریمہ یا حسبی اللہ ونعم الوکیل یا سلامٌ قولاً من رب رحیم کندہ شدہ انگوٹھیوں میں سے ہر ایک کا ہدیہ ایک روپیہ آٹھ آنہ مع نام ایک روپیہ بارہ آنے ہے۔ محصول بذمہ خریدار ؛

وعدہ :۔ اگر انگوٹھیاں اشتہار کے مطابق نہ ہوں۔ تو واپس کر کے مع محصول اپنی قیمت منگا لیں فرمایش میں رسالہ کا حوالہ ضرور دیں ؛

پتہ :۔ مینجر کارخانہ متبرک انگوٹھی۔ پانی پت۔ ضلع کرنال۔ گوجران سٹریٹ۔

اشتہار دینے والوں کے لئے عمدہ موقعہ

ریویو آف ریلیجنز قادیان دارالامان سے شایع ہونیوالے تمام اخباروں رسالوں سے زیادہ شایع ہوتا ہے۔ اس رسالے کے فائل نہایت محفوظ رکھے جاتے ہیں

	صفحہ	اجرت	نصف صفحہ	اجرت
۱۲ بار	۱	۴۸ روپے	"	۲۴ روپے
۶ بار	"	۲۴ "	"	۱۲ روپے
۳ بار	"	۱۲ "	"	۷ روپے
۱ بار	"	[illegible]	[illegible]	۳ ۱/۲ روپے

فی سطر ۴ر ضمیمہ دو صفحے بالمقطع [illegible]

یہ رسالہ ہر مہینے کی پانچ تاریخ کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فصلی بخار و طحال کی دوا

فصلی بخار اور طحال کے لئے یہ ایک ہی دوا ہے۔

آجکل سینکڑوں اشتہار فصلی بخار اور طحال کی دوا کا آپ دیکھتے ہونگے۔ اُن میں عموماً کونین ہوتی ہے۔ اس لئے یہ دوائیں بخار کو کچھ وقت تک روک تو دیتی ہیں۔ لیکن جڑ سے آرام نہیں کر سکتی ہیں۔ ایسے بخار کے لئے ڈاکٹر ایس کے برمن کی فصلی بخار کی دوا چند روز میں ایک دم آرام کرنے کا خاص دعویٰ رکھتی ہے۔ اور عوام کے فائدہ کو مدّ نظر رکھ کر قیمت بھی بہت کم رکھی گئی ہے۔ اس میں تین خاص صفتیں ہیں (۱) یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے۔ اس لئے چار پانچ ہی خوراک کے استعمال سے بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے (۲) یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے۔ اور اس کی خرابیوں کو مٹاتی ہے (۳) یہ طحال کو گلاتی ہے۔ قیمت فی شیشی کلاں عہ خورد ۱۰ ؍ محصول کلاں ۸ خورد

داد کا مرہم

ہر وقت کے کھجلانے سے آرام کرنا بہتر ہے۔

دیکھئے جناب مہاراجہ صاحب ریاست شنکرپور ضلع بھاگلپور سے کیا تحریر فرماتے ہیں۔ یہ دوسرا موقع ہے کہ آپکے داد کے مرہم نے جادو کا اثر دکھلایا جس سے میں نے ہر وقت کی پریشانی سے نجات پائی میں آپکا نہایت درجہ ممنون و مشکور ہوں۔ اس کے استعمال کرنے والے بھی جناب مہاراجہ صاحب کے مداح ہیں۔ کیونکہ دو تین ہی مراتب کے استعمال سے بغیر کسی تکلیف کے ایکدم اچھا کر دیتا ہے قیمت فی ڈبیہ ۶؍ محصولڈاک ۵؍

کونین کی گولیاں

یہ چار گرین کی خوبصورت چھوٹی چھوٹی کونین کی ٹکیاں شکر لگی ہیں۔ اور سنہری پیٹنٹ ڈبیہ میں ہوتی ہیں کونین کا استعمال کرنا ہو۔ تو یہ گولیاں پاس رکھئے۔ اس میں نہ وزن کی ضرورت ہے۔ نہ کھانے میں تلخ ہیں۔ قیمت ؎ محصولڈاک ۶؍

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ۔ کلکتہ